بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday March 15, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۞ وَسَارِعُوٓا۟ إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا
ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ
فِى ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلْكَٰظِمِينَ ٱلْغَيْظَ وَٱلْعَافِينَ
عَنِ ٱلنَّاسِ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾

ال عمران

ترجمہ: [دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے ، اور وہ ان خدا ترس لوگوں کے لئے مہیا کی گئی ہے جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ بدحال ہوں یا خوش حال ، جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔۔ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday March 15, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Madam Deputy Chairman (Dr. Noor Jehan Panezai) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۞ وَسَارِعُوٓا۟ إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا
ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ
فِى ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلْكَٰظِمِينَ ٱلْغَيْظَ وَٱلْعَافِينَ
عَنِ ٱلنَّاسِ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾

ال عمران

ترجمہ: [دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے ، اور وہ ان خدا ترس لوگوں کے لئے مہیا کی گئی ہے جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ بدحال ہوں یا خوش حال ، جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔۔ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔]

LEAVE OF ABSENCE

میڈم ڈپٹی چیئرمین : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ رخصت کی درخواستیں جناب فدا محمد خان صاحب علالت کی بناء پر مورخہ ۴ تا ۱۲ مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے ان تاریخوں کے لئے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب پیر سید محمد شاہ جیلانی نے علالت کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

میر عبدالجبار : پوائنٹ آف آرڈر۔ کل کے اخبارات میں حیدر آباد کے قریب تیز گام پر ڈاکوں نے راکٹوں سے حملہ کیا ہے۔ یہ ٹرین کراچی سے پشاور کے درمیان چلتی ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اہم واقعہ ہے۔ بھیانک جرائم اتنی دیدہ دلیری سے ہو رہے ہیں لاء اینڈ آرڈر کا سنگین مسئلہ ہے۔ ایسی صورت میں لوگوں کا ٹرینوں پر سفر کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ مسافروں کو اغواء کیا گیا۔ تین مسافر بے گناہ مارے گئے اور انجن تباہ کر دیا گیا میں سمجھتا ہوں سندھ میں یہ جو سنگین صورت حال ہے اگر آپ اس پر اجازت دیں تو کچھ اس پر........

میڈم ڈپٹی چیئرمین : میر عبدالجبار صاحب اس کو پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں لیا جا سکتا اس کی موشن وغیرہ proper طریقے سے move کر لیں اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو اس پر پھر بحث ہو سکتی ہے۔ یہ افسوس ناک واقعہ ہے آپ فاتحہ کے لئے ان کے لئے دعا کر لیں لیکن باقی آپ موشن کے ذریعے یہ move کر لیں۔ دعا کرنا چاہیں۔

جناب غلام احمد بلور : کوئی مرا نہیں ہے۔ ہم نے تردید کی تھی۔

میڈیم ڈپٹی چیئرمین: شکر الحمدللہ کوئی مرا نہیں ہے۔

POINT OF ORDER RE : FOREIGN POLICY OF PAKISTAN

Syed Iqbal Haider : Point of order, Madam Chairperson.

Madam Deputy Chairman : Iqbal Haider Sahib on a point of order.

Syed Iqbal Haider : Madam Chairperson, I may like to remind this honourable House that perhaps it was 9th or 16th of February when a motion of Mr. Tariq Chaudhry came for discusion on foreign policy of the country when the treasury benches had assured that this motion should be discussed at length consectively for three days. Now we are at the end of our session those three days have not started yet and perhaps this session is not going to last more than a few days. May I request that the treasury benches may be advised to fix the time for discussion on the foreign policy of Pakistan as assured by them to the House.

Madam Deputy Chairman : Siddique Kanju Sahib, Minister of State for Foreign Affairs.

جناب محمد صدیق خان کانجو: بالکل آپ جو ٹائم فکس کرنا چاہیں،

Government would be ready to discuss the foreign policy of Pakistan.

Syed Iqbal Haider : Tomorrow.

میڈیم ڈپٹی چیئرمین: کل تو نہیں ہو سکتا ہے۔ کانجو صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد صدیق خان کانجو: میں صرف اتنا عرض کروں گا۔

In depth full discussion on the foreign policy of Pakistan

اس کے لئے کم از کم آپ تین دن مقرر کر لیں، جو بھی آپ کو سوٹ کریں۔

We would be ready for this.

PRIVILEGE MOTIONS

Madam Deputy Chairman : Thank you, after Ramadhan. Next item, privilege motion No. 33, Malik Muhammad Hayat Sahib and Syed Iqbal Haider.

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) ملک محمد حیات: اس کے لیے گزارش کروں گا کہ اسے کل تک کے لئے ڈیفر کیا جائے، اسے اگر کل لے لیا جائے تو آپ کی مہربانی ہو گی۔

میڈیم ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جناب اقبال حیدر صاحب، آپ......

سید اقبال حیدر: اسے کل کے لئے رکھیں۔

میڈیم ڈپٹی چیئرمین: اچھا۔ میر سہراب خان کھوسہ صاحب، یہ تو نہیں ہیں۔ اس لئے dropped۔ اب ایڈجرنمنٹ موشن ہے نمبر ۳، محمد طارق چوہدری اور ۱۲۷ حافظ حسین احمد صاحب کا ہے، یہ دونوں کا ایک ہی جیسا ہے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: پوائنٹ آف آرڈر،۔

میڈم چیئرپرسن: میں نے جو پرولج موشن دیا تھا وہ accept ہو گیا ہے یا نہیں۔ جو میں نے پرسوں پیش کیا تھا with regard to misreporting.

میڈم ڈپٹی چیئرمین: وہ under process ہے، وہ بعد میں آجائے گا۔ میں نے ابھی اسے دیکھا نہیں ہے۔ بعد میں دیکھ کر بتا دیں گے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: جی بہت اچھا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اب تحریک التوا نمبر ۳، محمد طارق چوہدری صاحب اور ۱۲۷ حافظ حسین احمد صاحب کی ہے، دونوں کا نفس مضمون ایک ہی ہے۔ جناب طارق چوہدری صاحب۔

RE : ARREST OF GRIG. INAMUL HAQ IN CONNECTION WITH EXPORT OF ATOMIC WEAPONS

جناب محمد طارق چوہدری : بسم اللہ الرحمن الرحیم، شکریہ میڈم چیئرپرسن صاحبہ، میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اس قومی مسئلہ کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ جرمنی میں سابق بریگیڈئر انعام الحق کو جوہری ہتھیاروں کے پرزے برآمد کرنے کے الزام کے تحت گرفتار کر لیا گیا ہے۔ بریگیڈئر انعام الحق قانونی دستاویزات اور جرمنی سے حاصل شدہ ویزے کے تحت فرینکفرٹ گئے تھے جہاں انہیں امریکن حکام کے کہنے پر گرفتار کیا گیا ہے۔ جرمنی میں سابق فوجی افسر کا داخلہ اور قیام قانونی تھا، وہاں پر ان کے خلاف کوئی الزام بھی موجود نہیں تھا لیکن افسر کا داخلہ اس لئے غیر قانونی بنایا گیا تاکہ فوج کو بدنام کیا جا سکے اور جوہری پروگرام پر مزید زہریلا پراپیگنڈہ کیا جا سکے۔ سابق بریگیڈئر کی گرفتاری اہم معاملہ ہے۔ لہذا اس مسئلہ پر فوری بحث کی جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب حافظ حسین احمد صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد صدیق کانجو صاحب، وزیر مملکت برائے امور خارجہ۔ کیا آپ اس کو اپوز کرتے ہیں؟

جناب محمد صدیق خان کانجو : جی، میں اسے oppose کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : جناب طارق چوہدری صاحب،

جناب محمد طارق چوہدری : محترمہ، اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ تحریک چاہے کیسی بھی ہو، کچھ بھی ہو، اسے اپوز کرنے کی روایت ہے۔ بہر حال میں اس پر مختصر عرض کروں گا کہ ریگیڈیر انعام الحق کو جرمنی میں گرفتار کیا گیا ہے، یہ ریٹائرڈ بریگیڈئر ہیں اور لاہور میں ریٹائر ہونے کے بعد غالباً ٹریولنگ وغیرہ کا بزنس کرتے تھے۔ رپورٹ کے مطابق وہ جرمنی گئے ہیں اور ان کے اوپر جرمنی میں براہ راست کسی طرح کے غیر قانونی کام میں ملوث ہونے کا کوئی الزام بھی نہیں ہے۔ ان کی دستاویزات جو

ہیں وہ خالص تھیں، اصلی تھیں۔ وہ valid ویزے اور پاکستان کے پاسپورٹ کے ساتھ فرینکفرٹ میں اترے ہیں اور انہیں امریکہ کے حکم کے تحت گرفتار کیا گیا، جو کچھ اخبار میں رپورٹ کیا گیا ہے۔

محترمہ کافی عرصے سے پاکستان کے جوہری پروگرام کے حوالے سے اس کو ہر طرح سے بدنام کرنے خراب کرنے اور discurage کرنے کی ایک پالیسی روا رکھی گئی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ڈاکٹر قدیر پر، اس کی غیر حاضری میں مقدمہ دائر کیا گیا اور ایک کینیڈین جو پاکستانی تھے اب کینیڈا کے شہری ہیں، ارشد حسین، اس کو سپیشل سٹیل، وہاں سے برآمد کرنے یا خریدنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا اور بہت زیادہ پراپیگنڈا ہوا۔ بعد میں ان کو رہا کر دیا گیا۔ اور اسی سلسلے کی یہ تیسری اور پتہ نہیں کون سی کڑی ہے کہ اب بریگیڈئر انعام الحق کو گرفتار کیا گیا ہے جرمنی میں۔

محترمہ ہر ملک کی اپنی مجبوری ہے، جرمنی بہت طویل انتظار کے بعد مشرقی اور مغربی جرمنی، اکھٹا ہوا ہے۔ یورپ میں ان کے اتحاد نے ایک کھلبلی مچا دی ہے اس کی سابق روش کے مطابق دوسرے ملک اس سے خوف زدہ ہیں لیکن اس کو بھی گرد اڑانے کی ضرورت ہے جس کے نیچے نیچے وہ اپنے آپ کو مستحکم کر سکے اور اس کے سفیر کے بیانات پاکستان کے بارے میں پچھلے کئی روز سے شائع ہو رہے ہیں، یہ وہی گرد ہے جو اڑائی جا رہی ہے اور پاکستان سے بہتر کوئی ملک نہیں ہے کہ جس کے خلاف بیان دے کر امریکہ اور دوسرے یورپی ملکوں کی ہمدردیاں حاصل کی جا سکیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ خود وزارت خارجہ کی بھی کچھ ناکامیاں ہیں کہ خود وزارت خارجہ اور اپنے ہی ملک کی دوسری وزارتیں اس پروگرام کو discourage کرنے کے لئے یا اس کو پیچھے رکھنے کے لئے جو مخلصانہ اور اہم کوششیں کر رہی ہیں، وزارت خارجہ یورپ اور امریکہ کو اس سے بھی آگاہ کرنے میں ناکام رہی ہے۔ مثلاً میں نے پرسوں بھی عرض کیا تھا کہ یہی ڈاکٹر قدیر تھے جن کو یہ کہا گیا تھا کہ یہ سیکرٹری خارجہ اور یہ سیکرٹری خزانہ تمہاری

disposal پر ہیں اور تم جو کہو گے ، وہی ہوتا چلا جائے گا اور تمہیں کہیں اور نہیں جانا پڑے گا، اسی ڈاکٹر قدیر کے سپیشل اسٹیل کے بارے میں خط........ یاد رہے کہ یہ سپیشل سٹیل کا مسئلہ ہے۔۔ اور سپیشل سٹیل کے بغیر آپ پیپر پن نہیں بنا سکتے۔ آپ کپڑا سینے کی سوئی نہیں بنا سکتے۔ آپ بال بیرنگ نہیں بنا سکتے۔ آپ ریلوے کی پٹڑی نہیں بنا سکتے۔ یعنی سپیشل سٹیل کے بغیر آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ نہ تو اتفاق کا سریا اور نہ سٹیل مل کا بلٹ کسی کام کا ہے، value added product بنانے کے لئے۔ اس کے لئے سپیشل سٹیل چاہئے۔ تو سپیشل سٹیل کے لئے اسی مایہ ناز سائنسدان جس کے لئے سیکرٹری حاضر ہوتے تھے، آج جناب سپیشل سٹیل کے بارے میں اس کی request سیکشن افسروں کے پی اے کے دروازوں کے اوپر، ان کے میزوں کے اوپر رسوا ہوتی پھر رہی ہے اور یہ وزارت خارجہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرے ملکوں کو یہ بتائے کہ جناب ہم نے تو اپنے ملک میں اتنے چیک لگائے ہیں کہ سپیشل سٹیل تک کی application اس سائنسدان کی move نہیں ہوتی ہے تو آپ کیا ہمارے اوپر الزام لگا رہے ہیں۔ دوسرا چیک ہم نے خود لگایا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کو یاد ہو گا کہ ایک ایسٹ انڈیا کمپنی ہوتی تھی اس کو تجارتی کوٹھیاں بنانے کی اجازت دی گئی تھی اور بعد میں اسی تجارتی کمپنی نے برصغیر پاک و ہند پر قبضہ کیا تھا تو اب بھارت نہیں مانتا تو اس کی اپنی مرضی ہے لیکن پاکستان نے کوریا سے، ایسٹ انڈیا کمپنی درآمد کی ہے، سوئی بھی وہ بنائے گی، دھاگہ بھی وہ بنائے گی.......

جناب محمد صدیق خان کانجو: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جی کانجو صاحب۔

جناب محمد صدیق خان کانجو: میرے خیال میں اگر آپ یہ دیکھیں کہ معزز رکن جرمنی سے لے کر کوریا تک پہنچ گئے ہیں۔ it is about particular/certain gentleman اسی کے متعلق ہے، اگر اسی دائرہ میں رہ کر محترم سنیٹر صاحب، اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں تو بہتر ہو گا۔ بہر حال میں ان کو ایک چیز اپنے جواب میں ضرور عرض کروں گا کہ جب آپ مجھے موقع دیں گی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: طارق صاحب، آپ relevant رہیں۔

جناب محمد طارق چوہدری: میں تو محترمہ، ان checks کی بات کر رہا تھا جو ہم نے خود لگائے ہوئے ہیں اپنے سسٹم پر، کہ اب تو ہم نے یہ بندوبست کیا ہے کہ ہم ایک کمپنی لائے ہیں، وہی شپ لائے گی، وہی ٹیکسیاں لائے گی، وہی سڑکیں بنائے گی۔ وہی سوئی دھاگہ provide کرے گی۔ تو اب یورپی ملکوں کو براہ راست اس کے ساتھ معاملہ کر لینا چاہیئے تو اسی سے پوچھنا چاہیئے کہ کوئی غیر قانونی چیز تو پاکستان میں نہیں آرہی اتنے اہم بندوبست ہونے کے باوجود کہ وزارت خزانہ ان کی disposal پہ ہے ہم نے پوری ایک کمپنی لائی ہے جو پورے پاکستان کے معاملات کو چلائے گی۔ اور اس کے باوجود ان بے گناہ شہریوں کو اب وہاں پکڑنے کی کسی طرح کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ لہذا اسی کے ساتھ میں چاہوں گا کہ وزیر خارجہ کو سنا جائے کہ وہ کیا وضاحت کرتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب محمد صدیق کانجو صاحب۔

جناب محمد صدیق خان کانجو: میں سب سے پہلے میں اپنے محترم بھائی سنیٹر کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنا پاکستان کے بارے میں ان کے دل میں درد ہے وزارت خارجہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں بھی شاید اتنا ہی درد ہے اور جو concern انہوں نے show کیا ہے پورے معاملات کا، ایڈجرنمنٹ موشن کی طرف میں بعد میں آؤں گا اتنا ہی شاید concern وہاں بھی ہوگا۔

اس ایڈجرنمنٹ موشن کے متعلق اتنا ہی مختصراً عرض کروں گا کہ بریگیڈئر انعام صاحب citizen of Pakistan ہے ہمارے ہی پاسپورٹ کے اوپر باقاعدہ ویزہ لگوا کر باقاعدہ جرمنی گئے۔ اور جس کیس کے بارے میں میرے محترم سنیٹر ارشد پرویز والے کیس کے بارے میں اشارہ کر رہے تھے اس میں یہ co-accused According to the Treaty between the Germans and the United States اس پہ انہوں نے یو اس گورنمنٹ نے violation of customs انکا رول ہے اس کے تحت they had requested the German Authorities کہ بریگیڈئر انعام کو ان کے حوالے کیا

جائے۔ .He was arrested there انہوں نے وہاں پر اپیل کی۔ اپنی انکی کونسل ہے ہم جو اپنے سٹیزن کو اپنی ایمبیسی کے ذریعے کونسل مہیا کرتے ہیں وہ ہم کرتے رہے ہیں وہاں پر یہ فیصلہ ہوا کہ اس کی extradition ہو گئی امریکہ، اس وقت وہ وہاں پر جیل میں ہیں۔ کیس subjudice ہے۔ ان کے کیس میں main accused Arshad Pervaiz تھے۔ وہ acquit ہو چکے ہیں legal proceedings ہم ایک چیز ہمیشہ ensure کرتے ہیں کہ ہمارا کوئی شہری بھی کسی بھی باہر ملک میں پکڑا جائے تو قانون کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کیا جائے۔

میں آپ کو assure کرتا ہوں۔ اور آپ کے توسط سے اپنے بھائی سنیٹر صاحب کو بھی، کہ گورنمنٹ آف پاکستان اپنے اس دائرے کے تحت رہ کر جو کہ ہم ہر شہری کو provide کرتے ہیں assistance counselling کی، اسکے تحت we are already at it اور اس کے main accused جو ہیں وہ پہلے acquit ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے بلکہ دعویٰ کیا ہوا ہے united states اتھارٹیز پہ کہ ان کے خلاف یہ غلط تھا۔ ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ یہ بھی باعزت طور پر رہا ہو جائیں گے اس میں قطعاً کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ گورنمنٹ اس پہ کوئی بیٹھی رہی یا گورنمنٹ کی وجہ سے یہ ہوا۔ لہٰذا میں ان سے request کروں گا کہ وہ اس وضاحت کے بعد اگر وہ مناسب سمجھیں اور مہربانی فرمائیں۔ تو زیادہ دباؤ نہ دیں۔

میں روایتاً اس ایڈجرنمنٹ موشن سے اختلاف کر رہا ہوں ایسی بات نہیں ہے کوئی جائز قسم کا تحریک التواء ہو تو میں سب سے پہلے کہوں گا کہ آپ اسے ایڈمٹ کریں مگر اس بارے میں میں سمجھتا ہوں کیونکہ وہ he is not a government official گورنمنٹ کا کوئی وہ نہیں ہے he is not representing us ہاں ہمارا معزز شہری ہے He is a senior citizen ریٹائرڈ بریگیڈئر ہیں اپنا ذاتی کاروبار کرتے ہیں اس سلسلے میں وہ وہاں گئے ہوئے تھے ان دو ملکوں کے معائدے کے تحت وہ اس وقت عدالت میں ہے کیس ہم امید کرتے ہیں کہ وہ باعزت رہا ہونگے۔ یہ ہے وضاحت۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: طارق چوہدری صاحب منسٹر صاحب کی وضاحت کے بعد آپ اسے پریس کرتے ہیں؟

جناب محمد طارق چوہدری: محترمہ ہمیں وزیر خارجہ کی حب الوطنی اور ذمہ داری پہ کوئی شک نہیں ہے۔ بلاوجہ انہوں نے داڑھی کو جھاڑا۔ کوئی تنکا ہمیں بھی وہاں نظر نہیں آیا۔ اور ان کی یہ وضاحت بالکل قابل قبول ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی میں پریس نہیں کرتا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: not pressed جی۔ اگلا جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب۔ اور 156 ڈاکٹر محمد ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان: مسٹر چیئرمین سر۔ جناب میں آپ کو چیئرمین سر ہی کہوں گا کیونکہ رول میں کہیں بھی Chair Woman یا Chairperson کی وہ نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: نہیں وہ Same ہی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: دوسری بات یہ ہے کہ اصطلاحات vocabulary fundamentalists کی ہیں جو ہر وقت لوگوں کو conscious کرتے ہیں کہ آپ male یا female ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آئین میں دونوں کا مطلب ایک ہی ہے آپ اس بحث کو چھوڑیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب جس طرح ایک ڈاکٹر کے پاس جب کوئی جاتا ہے صحیح علاج معالجے کے لئے تو اس کے نزدیک یہ نہیں ہوتا کہ male ہے یا female ہیں تو patient whether that is by sex is a female doctor or a male doctor? Dr. Muhammad Rehan :

میڈم ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب آپ موشن پہ آجائیں۔ So, that is doctor. آپ یہاں پر ہمارے لئے چیئرمین ہیں۔ مجھے fundamentalists کی اصطلاحات بالکل پسند نہیں ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: مجھے بالکل جی منظور ہے آپ جس طرح بھی کہیں۔ شکریہ جی۔

II *RE :* SUPPLY OF UNHYGIENIC WATER TO THE RESIDENTS OF ISLAMABAD

Dr. Muhammad Rehan : Adjournment Motion—

"It has been reported in the daily Frontier Post Peshawar in its issue of 4-2-1992 that residents of Islamabad are drinking unhygienic water which is a very alarming news and the situation warrants a thorough and urgent discussion by the House of Senate."

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب اسے کون deal کر رہا ہے؟

چوہدری عبدالغفور: میں اس کو oppose کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جی یحیٰ بختیار صاحب۔

Mr. Yahya Bakhtiar : Madam, as far as the unhygienic water is concerned, they put so much chlorine or some chemicals that is impossible to have a clean cup of tea or have any meal without sorbels medicine smeilling, so, I have the other way round of this that they should be stopped from putting so much chlorine in this water.

ڈاکٹر محمد ریحان: یہ یقیناً بہت قابل غور بات ہے seat of government ہے اسلام آباد، یہاں کیونکہ ہم پر مرکزی حکومت، جناب صدر، وزیراعظم، وزراء صاحبان سفارت کار ہیں، یہاں پر سینٹ اور قومی اسمبلی کے ممبران ہیں، چیئرمین اور سپیکر صاحبان ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کو چلانے والے ماہرین اور افسران و عملہ ہیں وہ یہاں سب مقیم ہیں اور اگر اس طرح واٹر جو صحت کے لئے نہایت اہم چیز ہے اگر وہ گندہ ہو اور جیسے اخبار میں بتایا گیا ہے اس میں جراثیم ہوں۔ تو اس کی اگر chlorination طریقے سے نہ ہو اس میں ایسے salts ہوں جس سے بیماریاں پھیلیں گی آپ اتفاق کریں گی کہ جراثیم کی موجودگی میں اور ایسے salts ہوں جس سے معدے پر خراب اثر پڑتا ہے سارے بدن پہ پڑتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جو seat of government رہتے ہیں بشمول سب کے اوپر سے لے کر نیچے تک سب، ان سب کی صحت پر بڑا خراب اثر پڑے گا جب

صحت خراب ہو گی تو ان کی کارکردگی کیا ہو گی ان کی efficiency کیا ہو گی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ خدانخواستہ ایک دن کہیں وباء نہ پھوٹ پڑے۔ تو اس سے ملک کی کتنی بدنامی ہو گی۔ تو اس معاملے میں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک حالیہ واقعہ اور قومی اہمیت کا معاملہ ہے اور وفاقی حکومت سے تعلق ہے لہٰذا اس پر بحث کی جائے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب چوہدری امیر حسین صاحب۔

چوہدری امیر حسین: محترمہ چیئرمین صاحبہ! جس خبر کی بنیاد پر یہ تحریک التواء پیش کی گئی ہے وہ خبر حقیقت میں غلط ہے یہ مفروضے کی بنا پر یہ خبر دی گئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بعض اوقات خاص طور پر برسات کے مہینے میں پانی میں کچھ نقص ہو جاتا ہے۔ یا اگر سیوریج کی لائن گزر رہی ہو اور ساتھ یہ پانی کی لائن بھی گزر رہی ہو تو اس وقت بھی اگر کوئی لائن لیک ہو جاتی ہے تو کبھی کبھار ایسا ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ پورے اسلام آباد میں، اور جب خبر پڑھی جائے تو جی۔ ۱۰ کے بارے میں ذکر کیا گیا تھا اور محترمہ! اسی قسم کی ایک تحریک التواء پروفیسر خورشید صاحب کی طرف سے بھی آئی وہ آج تشریف فرما نہیں ہیں شاید وہ move نہ ہو سکی انہوں نے G-9/3 کے متعلق تحریک دی تھی کہ وہاں کے رہائشیوں کو اس قسم کی شکایت ہے۔ تو گزارش یہ کرنی ہے کہ اصل میں یہ واقعہ نہیں جو پانی اسلام آباد کو سپلائی کیا جاتا ہے وہ کوشش یہ کی جاتی ہے کہ وہ ورلڈ ہیلتھ آگنائزیشن کے سٹینڈرڈ کے مطابق پانی پینے کا ہو اور ہر یعنی source جس سے پانی سپلائی کیا جاتا ہے کو ہر گھنٹے کے بعد چیک کیا جاتا ہے اور سملی ڈیم سے جو پانی اسلام آباد کو سپلائی کیا جاتا ہے اور F-10، G-10، اور G-9/3 کو بھی وہاں سے کیا جاتا ہے اور وہاں plantation لگا ہوا ہے فلٹر وہاں ہوتا ہے اور فلٹر ہونے کے بعد وہاں سے پانی اسلام آباد کو سپلائی کیا جاتا ہے اس کے علاوہ کوئی ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں اور اصل میں بعض اوقات یہ ہوتا ہے جو اندر نلکہ ہوتا ہے اس میں بعض اوقات پانی گندہ آتا ہے اس کی یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ بعض اوقات جو tanks ہوتے ہیں۔ residents of the localities وہ دو دو تین تین سال صاف نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ سے بھی پانی میں یہ

نقص ہو سکتا ہے لیکن اوور آل اس قسم کی تحریک التواء دینا کہ سارا ہی پانی خراب ہے۔ یہ بات نہیں۔ ایک یا دو مثالیں اگر کسی جگہ ہوں تو وہ کہا جا سکتا ہے لیکن یہ کہ پورے اسلام آباد کو ناقص پانی سپلائی کیا جا رہا ہے یہ غلط بات ہے۔ جہاں تک اس تحریک التواء کا تعلق ہے۔ میں خاص کر اس سیکٹر جی/۱۰، جس کے متعلق اخبار میں لکھا گیا۔ اس کی ٹیسٹ رپورٹ ہوئی ہے ٦، جنوری ۹۲ء کو۔ میں یہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

"The test report dated 6th January, 1992 of the National Institute of health, Islamabad had been duly examined by the CDA. It was observed that the water samples had not been collected from the entry point of CDA supply. However, one of the samples which was obtained from the treatment plant namely G-10 Water Works, it was found to be satisfactory and fit for human consumption. In this connection Ministry of Health was duly appraised of the position vide letter so and so. The contamination if any, takes place in the underground/overhead tank of consumers, the CDA supplies free from contamination. In fact the news item is made of spur wheel and different events have been mixed up irrespective of when there the event occurred."

یہ ہے جی ۱۰ سے متعلق۔ اور جی ۹/۳ کی جو دوسری تحریک التواء ہے اس کے متعلق یہ ہے کہ اس کی ایک شکایت آئی تھی جون ۱۹۹۱ء میں۔ جس کی بنیاد پر وہ تحریک التواء دی گئی۔ اس کے لئے جو سیوریج کی جو لائن ہے اور واٹر سپلائی کی لائن ساتھ ساتھ جا رہی ہیں اور ان میں لیکیج ہو گئی تھی جس کی وجہ سے پانی گندا ہو گیا اور اس میں نقص پڑا۔ لیکن میں ریلیونٹ پیرا پڑھوں گا۔ پھر وہاں واٹر سپلائی بند کی گئی جب تک اسے درست نہ کر لیا گیا۔ یہ جی ۹/۳ سے متعلق ہے۔

"In June, 1991 there was a complaint from Sector G-9/3 regarding the quality of water which was immediately checked. It was observed that the contamination was due to mixing of sewerage line. The relevant supply was stopped and the source of contamination was rectified. Thereafter water samples were collected and tested which were found to be satisfactory. The supply was restored after the results were found to be satisfactory. Copy of the test report dated 30th June, 1991 carried out after rectification."

وہ کاپی انہوں نے ساتھ دی ہے میں یہ پیش بھی کر سکتا ہوں۔ چنانچہ اگر کسی ایک سیکٹر میں کسی ایک وقت میں کسی جگہ پانی خراب آتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پورے اسلام آباد کو پانی خراب سپلائی کیا جا رہا ہے۔ سی ڈی اے محتاط طریقے سے ہر گھنٹے کے بعد پانی ٹیسٹ کرتی ہے جہاں سے پانی سپلائی ہوتا ہے۔ راستے میں کسی لائن کی وجہ سے یا واٹر ٹینک صاف نہ کرنے کی وجہ سے، عام طور پر برسات کے موسم کے بعد ٹینک کو صاف کرنا چاہیئے لیکن بعض اوقات دو دو تین تین سال، جہاں سٹور کیا جاتا ہے پانی، وہاں صاف نہیں کئے جاتے اس وجہ سے خرابی ہو سکتی ہے۔ یہ تحریک التواء اس لئے نہیں بنتی کہ یہ مفروضے کی بناء پر ایک خبر کی بناء پر جو کہ غلط ہے یہ دی گئی ہے۔ اس لیے میں فاضل ممبر سے گزارش کروں گا کہ اس پر زور نہ دیں۔ پانی اسلام اباد کو صحیح سپلائی کیا جا رہا ہے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق۔ شکریہ

ڈاکٹر محمد ریحان : محترم وزیر صاحب کا بیان، ان کے خیالات اور ان کے دلائل سن لیے۔ جناب پہلی بات تو یہ ہے کہ جب اس قسم کی خبر آجاتی ہے چاہیئے یہ کہ اس کی تردید ہو جائے۔ تا کہ اس کی نوبت نہ آئے اور ایوان کا وقت بھی بچ جائے۔

میڈیم ڈپٹی چیئرمین : آپ اس سے پریس کرتے ہیں ؟

ڈاکٹر محمد ریحان : نہیں نہیں۔ میں ذرا عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میری جناب گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جی ٹین کے بارے میں فرمایا۔ entry point، جہاں سے پانی enter ہوتا ہے اس کے متعلق میرے خیال میں انہوں نے نہیں بتایا کہ وہاں ٹیسٹ ہوتے ہیں اور یہ بھی ضروری ہیں۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اول تو بڑے بڑے گھروں میں آج کل منرل واٹر کی بوتلیں پڑی ہوتی ہیں۔ یا لوگ کوک پیتے ہیں سیون اپ پیتے ہیں آخر اور بیچارے ایسے لوگ بھی رہتے ہیں جن کے متعلق یہ ہے کہ برسات کے مہینے میں پانی خراب ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین : یہ ان کے ذمہ دار تو نہیں ہیں کوک اور منرل واٹر کے۔ آپ نے ان باتوں کی بات کی۔

ڈاکٹر محمد ریحان: اچھا جناب میں یہ بات کرتا ہوں کہ جو اسے کنٹرول کرتے ہیں واٹر سپلائی کو اگر ان میں منتخب لوگوں کو لیا جائے تو کیا مناسب نہیں رہے گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: منتخب لوگوں کے لئے اور کام تھوڑے ہیں؟ وہی پورے ہوجائیں۔ اچھا آپ پریس نہیں کررہے ہیں؟

ڈاکٹر محمد ریحان: میں اسے پریس نہیں کرتا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ ناٹ پریسڈ۔ جناب ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔

Dr. Bisharat Elahi : The Authority here in Islamabad must ensure good water supply.

یہاں کا پانی اچھا نہیں ہے۔

There is no question about it.

Madam Deputy Chairman : Yahya Bakhtiar Sahib.

Mr. Yahya Bakhtiar : Madam, I am saying the samething, I don't agree with the honourable Minister. I don't say that there is no chlorine in it. They put too much chlorine in it. It is impossible to drink that water or that make tea in it. They should check that also. It is not according to world standard or Health Organizations standard. All over the world nowhere you find such had smelling drinking water as you find in Federal Lodge No. 1.

Madam Deputy Chairman : Syed Iqbal Haider Sahib.

Syed Iqbal Haider : Madam Chairman! I would like to draw your kind attention to a fact that the honourable Minister while reading the report of the National Health Institute about that water, the report clearly starts with the first sentence that :

> "The samples of water provided to the laboratory are not from the entry point and only from G-10 which is an exclusive area from that ......"

(Interruption)

Madam Deputy Chairman : Adjournment motion's time is over Iqbal Haider Sahib, please sit down.

Syed Iqbal Haider : No. No. I am only drawing your kind attention to one thing.

آپ اگر اجازت دے دیں تو ایک جملہ بس کہہ دوں۔

Madam Deputy Chairman : No, please sit down. Next item. No. 70-Raja Muhammad Afzal Sahib.

(Pause)

Madam Deputy Chairman : Not present, so it is dropped. The next is item No. 2 on the Orders of the Day-Yahya Bakhtiar Sahib.

THE RETIRING AGE OF THE HIGH COURT JUDGES AMENDMENT BILL, 1992

Mr. Yahya Bakhtiar : Madam I seek leave to introduce the Constitution (Amendment) Bill, 1992 it pertains to the retiring age of the High Court Judges.

Ch. Abdul Ghafoor : I oppose it, Madam.

Mr. Yahya Bakhtiar : It will very briefly say that I have the honour for working for the independence of the judiciary for the past forty years. Madam, the Judges of the High Courts used to get a salary of four thousand rupees which was fixed probably in the beginning of the century. There was no increase, there were no privileges, there were no allowances and the result was that talented advocates who had good practice were reluctant to go on the bench when they were offered the office. In 1972-73 I moved the then Government of the late Mr. Zulfiqar Ali Bhutto to do something about it. We had the jurists conference after that and the Judges were invited and we discussed with them and I am glad to say that we succeeded inspite of the opposition of the Ministry of Finance very strong opposition. We pressed the Finance Ministry that the judges of a different category. If you wanted to do justice you must keep the judge very comfortable and there should be no temptation for him or he should not be forced to look for some sort of income

somewhere else. The result was we succeeded and it was decided that in future the High Court Judges would have rent free residences, they would have chauffeur driven cars, they would have their houses maintained at Government's expense as for water and electricity charges were concerned and in the course of time they got the other facilities also and that has attracted good people, talented people who started going on the bench. Now Madam, it is with the same motive, I have no personal interest that I feel that today the Supreme Court of Pakistan has about fourteen/fifteen judges. Pakistan has not even a quarter size than that of America.

American Supreme Court has only nine judges but Pakistan's are fourteen. The result is that most of the judges go into the evidance and facts when deciding appeals. They decide bail applications, they decide revision petitions-sort of revison petitions and go into the facts of cases which is not their job. On the contrary the judge of the High Court-sixty or seventy judges of the High Cout their position is very different.

Madam a judge of the High Court is normally taken from the bar. A member of the bar when he has the good practice and he is well trained and he achieves eminance at the bar, he is invited to become member of the bench. This normally happens when he is in 50's. When he goes on the bench after 5 to 10 years at the age of 62 he is supposed to retire. After that unfortunately meant for good reasons a judge is not allowed to practice again within jurisdiction of his High Court. He is at lase end. His practice is gone. He is well trained and what happens is that he looks up to the authorities-to the government that he may be elevated to the Supreme Court so that he can get three years more of service.

This is highly improper on the part of the executive to expect this from a judge to come and request and when I was Attorney-General I had some say in these matters, I know some very well-known judges of the High Court who came to me to help them to go to Supreme Court, I felt ashamed. This is not done. This is un-Islamic, this is unethical for a judge to seek a job for elevation. So, this is the motive in this Bill that a judge of the High Court should like a Supreme Court judge retire at the age of 65 so that he does not have to look up to the government to get three years more by appointed to the Supreme Court.

With this intention I have moved this Bill and if some how there is some wrong impressions as the Law Minister thinks them. I

am going to make a suggestion which I hope he will agree and you will agree that this Bill as it is going to concern the Bar very much may be sent for eliciting public opinion as well as opinion of the important Bar Association of the country, as to what they say because an important matter is involved, I hope he will agree with that if you are not going to give me the leave straightaway.

Ch. Abdul Ghafoor : Thank you Madam Chairman, I have opposed this constitutional amendment Bill on certain reasons. As you know that there are different Articles regarding the upper age limit of the judges of the Supreme Court and as well as the judges of the High Court. So far as the retiring age of the judges of the Supreme Court is concerned Article 179 refers;

> "A Judge of the Supreme Court shall hold office until he attains the age of sixty-five years, unless he sooner resigns or is removed from office in accordance with the Constitution."

And Article 195 of the Constitution refers ;

> "A Judge of a High Court shall hold office until he attains the age of sixty-two years, unless he sooner resigns or is removed from office in accordance with the Constitution."

As the whole House is aware and Madam Chairman, you are also aware of the fact that there must be some distinction. Although they are performing the same sort of duties but on the same analogy we can say that even the Session Judges are also performing the same duty. So, when the question is raised or is taken up for the enhancement of the age of the High Court Judges, we are not against the facilities or against the amenities to be provided to the Supreme Court Judges because this government took the initiative and made the constitutional amendment to enhance the salaries of the Supreme Court Judges and the High Court Judges.

So the decision must be there because there must be some sort of incentive, some, because at present the Senior Judges of the High Court and the Chief Justices are to be nominated or to be promoted as Judges of the Supreme Court and they take some charm in the elevation to the Superior Court—to the Supreme Court but as has been referred by my learned friend Mr. Yahya Bakhtiar that one time discussion arose—at the time of PPP during 1977 they wanted

to shift some Judges from the Lahore High Court, the Chief Justice from Lahore High Court to the Supreme Court and they refused. Even now Madam Chairman, the Judges, especially Chief Justice do not relish to be elevated as Judges of the Supreme Court because of certain reasons and at that time it was difficult for the government how to elevate those Judges from the Lahore High Court or Chief Justice from Lahore High Court to the Supreme Court.

So, they made an amendment in Article 206 of the Constitution and it was sort of a punitive and sort of a strange sort of amendment to 206 just to force the Judges to accept the office of the Supreme Court. Originally the Article 206 was;

> "A Judge of the Supreme Court or of a High Court may resign his office by writing under his hand addressed to the President".

And when they refused to be enhanced, to be elevated as a Judge of the Supreme Court, a certain amendment was brought in *i.e.*, sub-article 2 by the then PPP government in rather 1976 by Mr. Yahya Bakhtiar himself when he was the Atterney-General of Pakistan and that reads as Sir ;

> "A Judge of a High Court who does not accept appointment as a Judge of the Supreme Court shall be deemed to have retired from his office and, on such retirement, shall be entitled to receive a pension calculated on the basis of the length of his service as Judge and total service, if any, in the service of Pakistan."

So, here you will see that why this sub-article was introduced just to force them to accept even at that time when the retiring age of the Supreme Court Judges was 65 and three more years are available to their service still they refuse to accept the job of the Supreme Court and if we do not make any difference between the two services, it would be very difficult for the government and that would be forcing the Judges by retiring them at that stage just to accept the elevation to the Supreme Court. So, we are not against in making the facilities available to the Supreme Court Judges. The government is also considering this question but this is a very complicated sort of question. We have to take it in the whole context of the Constitution and how whether the lower age limit for the appointment as Judges of the Supreme Court is to be taken into consideration or not *i.e.*, to because if we keep them so long in service we have to consider this and the second point is that the

various High Court Bars and the various Bars even the Pakistan Bar Council has opposed this ehancement or increase in the age of retiring age of the High Court Judges and some other advocates of High Court Lahore and other advocates of the District Bar Council Lahore met me and they opposed this idea but still the government is open and we are also considering this package if at all the age limit is to be enhanced and then what would be the overall effect on the constitutional set up and at this stage this is the sort of premature idea and we at our stage are considering at the moment.

So I oppose this movement that unless there is an incentive, there is some sort of charm in the elevation to the High Court Judges they would not accept that and if they are kept at par, then the Judges would not be available for the Supreme Court and if at all they are to be forced and they would be forced to resign from their offices as the amendment was already intorduced by the then PPP government. So, at this stage I oppose this Bill but still I am open for consideration at the later stage and the government, of its own, considering and what more facilities are available to be made available or some other sort of arrangement is to be made but this Bill is not at the moment appropriate, so I oppose and leave may not be granted. I thank you very much.

Madam Deputy Chairman : Mr. Yahya Bakhtiar on point of order.

Mr. Yahya Bakhtiar : Madam Chairperson, I want to say something as to what the honourable Minister said.

Madam, in the first place, the honourable Minister said that there should be some distinction and he compares me with the District Judges. Now that is really insulting them. District Judges are allowed to practice after retiring they go to High Court to practice, they go to the Supreme Court to Practice and there is no problem for them. Apart from that if he had kindly tried to find out the Superior Court in England House of Lords, House of Court of Appeal and the High Court they all have 75 years retiring age. There is no distinction whatsover in superior courts, the judges retire at same age.

So, that is no reason at all. Just because "there have to be some distinction" and I don't believe for a moment that this has got no, with all the respect, any logic in it. A Judge of the High Court may refuse to go to the Supreme Court if retiring age is raised to 65 years. My problem was that there is so much rush for the Supreme Court that you will make it almost, with all respect, a 'Bakar Mandi' out of it. Every Judge who reteries on his own, send him to the Supreme Court, or to the Shariat Court. I say there are only nine

Judges in the Supreme Court of America and it is such a big country and we have got 14 already here, and every year its number is increasing.

So, that is not a point but I will request him that either I should be allowed to elicit public opinion or they should eliecit public opinion. To say that he has received information from the High Court Bar that they are opposing it, I challenge that. I say, it is not correct.

Ch. Abdul Ghafoor : Pakistan Bar Council has alrady opted..

Mr. Yahya Bakhtiar : Yes, that I read in the news paper and that was misleading and it definitely mislead the Bar Council by a person who said, the retiring age of the Superior Courts Judges is being enhanced. I am not enhancing the age-limit of the Supereme Court Judges. I am bringing them at par. I cannot reduce their age. I have a wish—I could.

Madam Deputy Chairman : Now I put it to the House.

"Mr. Yahya Bakhtiar has sought leave of the House to introduce the Constitutional (Amendment) Bill, 1992'.

(*The motion was negatived*)

Madam Deputy Chairman : The leave is rejected.

Mr. Yahya Bakhtiar : I was making a request that it should be sent for public opinion.آپ نے بات نہیں سنی۔

Ch. Abdul Ghafoor : We will do it. We will asked the Bar Council at our own, Sir. The Government will consult the Bar Council, definitely.

Mr. Yahya Bakhtiar : Bar Associations.

Ch. Abdul Ghafoor : The Bar Council and other Bar Associations.

Mr. Yahya Bakhtiar : Bar Council is a very limited body.

Madam Deputy Chairman : Item No. 4, Syed

Abdullah Shah.

(Pause)

Madam Deputy Chairman : Not present. So, it is deferred.

Next item No. 5, Syed Ishtaiq Azhar.

RESOLUTION *REG.* ACCELERATION OF LITERACY RATE IN PAKISTAN

Syed Ishtiaq Azhar : I moved the following resolution :—

"This House recommends that in order to accelerate literacy rate in the country compulsory free education be provided to all at the Primary Level".

Madam Deputy Chairman : Minister for Education, Syed Fakhar Imam Sahib.

Syed Fakhar Imam : Thank you Madam Chairperson, purely on technical grounds, I oppose it. Please allow me an opportunity to express myself at the end it concludes before the honourable Senators spoke on it.

Madam Deputy Chairman : Right. Syed Ishtiaq Azhar, please.

سید اشتیاق اظہر: میری تجویز جو ابھی میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ اس پر کوئی لمبی چوڑی تقریر کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی کہا جائے گا ایجوکیشن کا تعلق چونکہ صوبوں سے ہے مرکز سے نہیں ہے اس لیے یہ معاملہ ہم سے متعلق نہیں ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تعلیم کے حوالے سے جو بجٹ پروائیڈ کیا گیا ہے وہ بہت ناکافی ہے۔ پھر اس میں شمالی علاقہ جات ایجنسیز اور ایسے لوگ بھی ہیں جہاں پر صوبوں کا اطلاق نہیں ہوتا۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم نے اس ملک میں ترقی کرنی ہے تو ہمیں تعلیم کو اولیت دینا پڑے گی۔ ہمیں تعلیم کے اوپر اپنے اخراجات میں اضافہ کرنا پڑے گا۔

میری تجویز یہ ہے کہ اگر سینیٹ یہ تجویز منظور کرتی ہے اور حکومت پاکستان سے گزارش کرتی ہے صوبوں سے گزارش کرتی ہے ان علاقوں میں جہاں صوبے نہیں ہیں مثلاً شمالی علاقہ جات یا علاقہ غیر میں بھی یہ پرائمری ایجوکیشن فری مہیا کی جائے۔ کمپلسری مہیا کی جائے میں سمجھتا ہوں اس سے پاکستان میں مجموعی طور پر لٹریسی ریٹ بڑھے گا جو حیرت انگیز طور پر کم ہے۔ اور آبادی میں جس تیزی کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے اگر ہم نے اس کو مد نظر نہ رکھا تو ہمارے ہاں یہ لٹریسی ریٹ اور کم ہو گا تو اس سے اس ملک کی ترقی ترقی معکوس گردانی جائے گی مجھے توقع ہے مجھے امید ہے اور میں وزیر تعلیم سے اپیل کرتا ہوں یہ ایک انوسنٹ سی قرارداد ہے ایک ایسی قرارداد ہے جو پورے ملک کے مفاد میں ہے۔ اگر ہم نے اس کو سپورٹ کیا کہ کمپلسری پرائمری ایجوکیشن مہیا کی جائے اور یہ صوبوں اور ان علاقوں میں بھی لازمی قرار دیا جائے جہاں صوبے نہیں ہیں شمالی علاقہ جات میں علاقہ غیر میں تو اس سے بحیثیت مجموعی ملک کو فائدہ پہنچے گا۔ لٹریسی کا ریٹ بڑھا اور ہمارے آبادی کی رفتار میں جو اضافہ ہوا ہے اس سے یہ دو چند ہوا۔ لٹریسی ریٹ تو اس سے ملک کو فائدہ ہو گا اس میں کوئی ذاتی غرض کوئی ذاتی پراپیگنڈہ مقصود نہیں ہے یہ خالصتاً ملک کے مفاد میں قرارداد پیش کی گئی ہے اور مجھے توقع ہے ہمارے وزیر تعلیم اس سلسلے میں توجہ کریں گے۔ اور اس تجویز کی مخالفت نہیں کریں گے۔ اس سے پورے ملک کا مفاد وابستہ ہے ملک میں ترقی ہو گی لٹریسی ریٹ بڑھے گا لوگوں کو تعلیم کی سہولتیں میسر آئیں گی تو اس سے تمام شعبہ ہائے زندگی میں ترقی ہو گی۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: اس کے بارے میں اور کوئی بولنا چاہتا ہے۔ جناب ڈاکٹر بشارت الہیٰ صاحب۔

Dr. Bisharat Elahi : I second this resolution and fully endorse to what this resolution says.

Madam Deputy Chairman : Syed Iqbal Haider, you want to speak on this ?

Syed Iqbal Haider : Yes, Madam Chairperson.

سید اقبال حیدر: اس ریزولیوشن کی افادیت میں کوئی دو رائے نہیں ہو سکتی۔ اس ریزولیشن کو فوری طور پر منظور کر کے اس ملک میں کم از کم پرائمری تعلیم کو مفت کمپلسری بنایا جائے اور حکومت اس کو فوری اہمیت دے اور technicalities میں پڑھنے کی بجائے اسے عملی جامہ پہنانے کی جانب زیادہ غور کرے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب محمود احمد منٹو صاحب۔

جناب محمود احمد منٹو: میں اس قرار داد کی حمایت کرتا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ملک کے لئے نہایت ضروری ہے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب رحیم مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے موقع دیا ایک اہم ریزولیوشن جو جناب اشتیاق اظہر صاحب نے پیش کیا ہے کہ پرائمری ایجوکیشن کو فری کمپلسری مہیا کیا جائے۔ جناب والا آج کے زمانے میں تمام دنیا اس میں متفقہ ہے۔ ہر چیز پر خرچہ کم کیا جا سکتا ہے لیکن تعلیم پر خرچہ کم نہیں کیا جا سکتا اور نہ خرچہ کم ہونا چاہیئے اور پھر تعلیم میں بھی بالخصوص پرائمری لیول پر اس کی اس حد تک ضرورت ہے اگر ہم نے دنیا کے ممالک کے ساتھ ترقی کرنی ہے ہم نے زندگی کے ہر شعبے میں مقابلہ کرنا ہے تو اس کے لئے ایک بیس (base) بنانی چاہیئے مکمل ایسی عملی بیس base جس سے کسی پہلو پر بھی ہمیں ٹیلنٹ کی کمی نہ ہو پھر اس کا ایک دوسرا پہلو generally social side پر ہے جب ہماری سوسائٹی میں تعلیم عام ہو گی socially میں اخلاقی معنوں میں لے رہا ہوں سوسائٹی کے دوسرے پہلوؤں پر بھی اس کا بڑا فائدہ ہے آج کل ہم دیکھتے ہیں جو بہت غریب ہیں لیکن انہوں نے ایسا انتظام کیا ہے اپنی تمام معاشی مشکلات کے باوجود اپنی غربت کے باوجود انہوں نے تعلیم کے بارے میں بہت کچھ کیا ہے تو میں اس ریزولیشن کی مکمل طور پر حمایت کرتا ہوں کہ پرائمری لیول پر تعلیم کمپلسری اور مفت ہو۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ محترمہ چیئرمین صاحبہ جو قرار داد میرے دوست اشتیاق اظہر صاحب نے پیش کی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ پاکستان کو یہ حق حاصل ہے کے پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے اور ایک اسلامی مملکت کے لئے ہر ایک شہری کا علم حاصل کرنا فرض ہے۔ اس اسٹیج پر، جب پاکستان کو بنے ہوئے چالیس پنتالیس سال ہوئے، حکومت کی توجہ اس طرف بار بار مبذول کرائی گئی ہے مگر صرف وعدے فردا کرکے، کسی نے اس سلسلے میں کوئی ٹھوس اقدام نہیں کیا اور اگر کوئی گلی کوچوں میں جا کر دیکھے یا دور دراز کے علاقوں میں جا کر دیکھے جو تعلیمی سہولتوں کے بغیر پڑھ رہے ہیں اگر ان کو اچھی طرح تعلیم دی جائے تو یہ بہترین سرمایہ بن سکتے ہیں - لیکن انہیں ایسی تعلیم دی جاتی ہے جس سے کہ یہ قوم کے لئے ایک بدنما داغ بن جاتے ہیں -

جناب والا! اس طرف حکومت کو چاہیے کہ فنڈز کی طرف زیادہ توجہ دے۔ جو سکول ماسٹر ہیں ان کی تربیت کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئیے۔ ایسے سکول ماسٹر بھرتی کئے جائیں جو قابل ہوں، ان کو سہولتیں زیادہ دی جائیں، ان کی قابلیت زیادہ ہو، ان کی تنخواہیں زیادہ ہوں اور ان کو میرٹ کے لحاظ سے بھرتی کیا جائے تاکہ اچھی تعلیم بچوں کو دے سکیں۔ اگر ہمارے پاس سکول کے لئے بلڈنگز نہیں ہیں تو میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ تو ہمیں مکتب سکولز کی طرف بھی زیادہ توجہ دینی چاہئیے تاکہ بہتر نتائج برآمد ہو سکیں۔ اس کی میں ان الفاظ کے ساتھ تائید کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب محمد علی خان ہوتی صاحب۔

جناب محمد علی خان: شکریہ چیئرمین صاحبہ، اشتیاق اظہر صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ بغیر تعلیم کے کوئی قوم ترقی کے زینے پر پاؤں نہیں رکھ سکتی۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ an educated labourer is a better labourer and an educated soldier is a better soldier and so on and so forth.

جناب والا، اگر ہم تاریخ کے اوراق اٹھائیں تو جن اقوام نے تعلیم و تربیت حاصل کی وہ اپنے اپنے زمانے میں سب دیگر اقوام سے آگے نکل گئے اور اگر اس کو ہم چھوڑ کر قرآن کی طرف متوجہ ہو جائیں تو بابا آدم علیہ اسلام کی فضیلت، فرشتوں پر علم کے لحاظ سے دکھائی گئی تھی کیونکہ جو اسماء یا نام اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ اسلام کو بتا دئیے تھے، فرشتوں سے جب سوال کیا گیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اور جب حضرت بابا آدم علیہ اسلام سے ان کے نام پوچھے گئے تو آپ نے وہ سارے نام بتا دئیے۔

محترمہ! اامام غزالی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ تعلیم کا جو مقصد ہے اس کے بارے میں صرف ایک لفظ انہوں نے لکھا ہے کہ وہ ہے کہ عربی لنفسرفوا تاکہ اپنے آپ کو آدمی پہچان سکے۔ تو اس کے بعد وہ فرماتے ہیں عربی من عرف لفنہ فقد عرف ربہ یعنی جو اپنے آپ کو پہچان لے تو یقیناً وہ خداوند تعالیٰ کو بھی پہچان سکے گا۔ محترمہ افسوس کی بات ہے کہ پاکستان میں ساری دنیا سے کم رقم، یعنی جی این پی کا کچھ missing ہے یہاں تعلیم پر خرچ ہوتا ہے سننے میں آیا ہے کہ آج کل کوئی ۲ء۲ پرسنٹ آف دی جی این پی تعلیم پر خرچ ہوتا ہے جب کہ اس کے مقابلے میں افریقہ کے غریب ملکوں میں تخمیناً چھ فیصد جی این پی کا تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اور جتنی بھی ترقی یافتہ اقوام ہیں وہاں اس مد پر دس فیصد خرچ کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ سائنس اینڈ ٹیکنالوجی پر ڈھائی فیصد خرچ کیا جاتا ہے۔ یعنی کل تعلیم پر تخمیناً ساڑھے بارہ فیصد جی این پی کا خرچ ہوتا ہے اور اس کے مقابلے میں سائنس اینڈ

ٹیکنالوجی کی تو ہماری پالیسی تک مرتب نہیں ہو سکی البتہ تعلیم پر ۲ء۲ فیصد خرچ ہوتا ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ بارہ کروڑ عوام کے لئے یہ نہ ہونے کے برابر ہے جہاں تک پرائمری تعلیم کا تعلق ہے تو یہ (basic) تعلیم ہے اور یہ ہر ایک کا حق ہے۔ یہ حق پیدائشی حق ہے تعلیم کا، جو کوئی بھی کسی سے چھین نہیں سکتا۔ اب ہمارے لئے مشکلات یہ ہیں کہ ۷۵ فیصد آبادی گاؤں میں رہتی ہے اور ۲۵ فیصدی ہمارے شہروں میں رہتی ہے جہاں تک شہروں کا تعلق ہے وہاں بھی غربت ہے لیکن پھر بھی کافی بچے اور بچیاں تعلیم حاصل کر لیتے ہیں لیکن جہاں تک گاؤں کا تعلق ہے، وہاں بچیوں کی تعلیم تو نہ ہونے کے برابر ہے اور بچوں کی تعداد بھی کم ہوتی ہے جو ان سکولوں کی طرف رجوع کرتی ہے اور پھر بھی 50% drop outs سے زائد ہیں، وہ بھی غربت کی وجہ سے drop outs ہوتے ہیں۔ پھر جہاں تک اساتذہ کا تعلق ہے، جیسے کہ ابھی میرے ایک بھائی نے فرمایا ہے کہ ان کی حالت بھی، میں سمجھتا ہوں کہ حالت زار ہے۔ اور جب کہیں دوسری جگہ نوکری نہیں ملتی تو وہ میٹرک پاس جو لڑکا ہوتا ہے وہ پھر پی ٹی سی کے لئے درخواست دے دیتا ہے۔ تو پڑھانے والے بھی ایسے اور پڑھنے والے بھی نہ ہونے کے برابر ویسے تو پرائمری تعلیم فری ہے پاکستان میں، لیکن compulsory نہیں ہے۔

تو ہم جس بات پر زور دینا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ جب تک کہ تعلیم کو compulsory نہ بنایا جائے ہم اپنے ایجوکیشن اسٹینڈرڈ کو اور literacy rate کو جہاں تک ہم لے جانا چاہتے ہیں، نہیں لے جا سکتے۔ اس ضمن میں محترمہ، ایک زمانے میں ہم نے ایجوکیشن پالیسی مرتب کی تھی اور اسی خاطر ماسک Mosque سکولز کی، ایک سکیم اس میں رکھی تھی کہ گرلز پرائمری سکول علیحدہ اور بوائز پرائمری سکول علیحدہ ذرا مشکل سے بنیں گے لہذا ہم نے گاوں کی مسجد کو صبح کی نماز کے بعد ظہر کی نماز تک پرائمری تعلیم کے لئے استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس عرصے میں خالی بھی ہوتی ہے اور عموماً پانی کا انتظام بھی ہوتا ہے۔ جگہ بھی پکی ہوتی ہے۔ صاف ستھری ہوتی ہے اور وہاں بجلی بھی ہوتی ہے تو یہ ایک سکیم ہم نے پیش کی تھی کہ مسجد سکول میں گاوں کے بچے اور بچیاں، یعنی مخلوط تعلیم ہو چوتھی پانچویں جماعت تک تو کم از کم ایجوکیشن وہاں کافی spread ہو سکے گی۔ لیکن کچھ حالات ایسے ہوئے کے میرے جانے کے بعد اس سکیم پر کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی اور جو پروگرام ہم نے پالیسی میں مرتب کیا تھا، وہ اس کا ہدف پورا نہ ہو سکا۔ اب یہ جو ایک ریزولیوشن ہمارے سامنے ہے اگر یہ پاس ہو جائے اور وزیر صاحب نے بھی اپوزیشن for the sake of opposition نہیں کی اپوزیشن ایسے بھی نہیں کی کہ گورنمنٹ نہیں چاہتی، یہ بھی نہیں کہا، اپوزیشن صرف انہوں نے اس خاطر کی ہے کہ اس پر وہ بحث میں حصہ لے سکیں اور جن صاحبان نے تقاریر کی ہیں ان کا جواب دے سکیں۔ اس لئے ہم ان

کے شکر گزار ہیں اور ان سے یہ توقع رکھتے ہیں کے یہ جو عرض ہے ان کے سامنے، اس پر وہ باقاعدہ غور و خوض کریں گے تا کہ جو ہدف انہوں نے مقرر کیا ہے وہ معین وقت میں پورا ہو سکے شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ بریگیڈئر محمد حیات صاحب،

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) ملک محمد حیات: میں اس قرار داد کو سپورٹ support کرتا ہوں۔ دراصل میں نے جہاں تک سنا ہے کہ ایجوکیشن کا بجٹ میں جو حصہ ہے وہ ۸۵ء ہے، جو کہ میرے خیال میں دنیا کے دیگر ممالک سے کم ترین ہے۔ اور two point some thing heath کا ہے۔ اس لئے اس کو زیادہ کیا جائے تا کہ تعلیم کو عام کیا جا سکے۔ جس طرح سے ہوتی صاحب نے بتایا ہے کے ۲۵ فیصدی آبادی شہر میں رہتی ہے وہاں تو تقریبا 80%,70% پرائمری ایجوکیشن موجود ہے لیکن دیہات میں نہیں ہے۔ اس لئے یہ سکول دیہات میں ضرور بنائے جائیں۔ اور خالی لازمی پرائمری تعلیم نہ ہو بلکہ free بھی ہو۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب یحییٰ بختار صاحب۔

Mr. Yahya Bakhiar : I fully share the sentiments and the views of the honourable Mover but I will like to draw the attention of the honourable House to a difficulty, from the time of Macauly in the last century, they all wanted primary education that is a very old scheme and very good scheme to make it compulsory. It is not only as a provincial subject that it may create problems. I was the member of the Baluchistan Council which was called advisory Council in 1951-52. I moved a similar resolution to make it compulsory. It was free and members of that Council told me that in our country the people are poor. The child labour is still going on. You can not shut your eyes to the fact that there is child labour, people send their children of 8 years, ten years, five years, six years to work. You can even see small children in Rawalpindi who have to work because the people are poor. Now if you want to make it compulsory, I think that will create a law and order problem for you. You can not force a person. I take away your child and put him in the School. He will say give me the money, to lookafter him, to support myself because he is helping me in my earning.

So, these considerations have to be kept in mind. Where is the society, which are the conditions, at least 50% of the children they don't go to school because of the poverty and they are working. First stop child labour, provide them some means of livelihood then you can make it compulsory otherwise like that member of "Jirga was telling me who was member of the Council, he said," "I sat at home, I send my child to go and get a packet of

cigarette, he is eight years old, I can not walk myself all the way there to get it, if you take him to school, I will have to walk myself" that was his logic but that is not necessarily cigarette, may be any other errand, to ask the child post this letter go to the post office, he may be sent every where.

So, I fully agree with the sentiments in the resolution. Keep in mind if you want to do it in the country like Pakistan - make it compulsory. I think it is impossible. First provide those means to those children whom you want to send to school so that they are sufficiently compensated a family is compensated, they can get something, then go ahead towards this. Thank you very much.

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان: محترمہ! میں اشتیاق اظہر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ بہت اہم مسئلہ ہاؤس میں لائے ہیں، اور یہ یقیناً ہمارا بہت بڑا قومی المیہ ہے کہ ہمارا لٹریسی ریٹ جو ہے وہ نہ صرف دنیا میں بلکہ ایشیاء میں بھی بہت کم ہے۔ اور اس پر جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے وہ نہائت قلیل رقم ہے بلکہ ridiculous ہے۔ جناب مزید میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان بننے سے پہلے اتنے طبقاتی سکول نہیں تھے۔ جب پاکستان بنایا جا رہا تھا تو یہ کہا جاتا تھا کہ یہ اسلام کے نام پر اور اسلام میں سب بھائی بھائی ہوتے ہیں اور سب کو مساوی مواقع حاصل ہوں گے اور اب بھی ٹھیک ہے پاکستان کے آئین میں سب باتیں لکھی گئی ہیں کہ سب شہری جو ہیں in the eyes of law they are equal or equal opportunities are available to them. لیکن حقیقت میں صورتحال کیا ہے جب ہم پرائمری یا مڈل میں پڑھتے تھے تو اس وقت کبھی کبھار سنا کرتے تھے کہ کوئی لڑکا ہے جی یا علاقے کے کسی نواب کا کہ وہ برن ہال یا ایچی سن میں پڑھتا ہے اور اس کے علاوہ نہیں تھا جتنے بھی بڑے بڑے افسر تھے چاہے وہ کلرک یا چھوٹے موٹے کاروباری تھے یا ہمارے جیسے چھوٹے زمیندار کا لڑکا تھا وہ ہم سب ایک سکول میں پڑھتے تھے۔ بستے اپنے گھر سے لے کر جا کر سکول میں ٹاٹ پر بیٹھ کر پڑھتے تھے اور جب کوئی باہر سے ملاحظے کے لئے آتا تھا تو ہم سب سکول کی مرمت وغیرہ میں بھی حصہ لیتے تھے۔

ہم سب بھائی چارے سے رہتے تھے اور پھر مارکس پر اور مقابلے کی بنیاد پر ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے۔ کیونکہ سب ایک ہی سکول میں پڑھتے تھے لیکن جناب آجکل کیا حال ہے۔ میرے خیال میں پچیس قسم کے سکول جگہ جگہ ہر گلی میں قائم ہیں آپ دیکھ لیں یہ تو کہتے ہیں کہ اسلام میں سب بھائی بھائی ہیں ٹھیک ہے مسجد میں تو سب اکٹھے کھڑے ہو جاتے ہیں اور نماز اکٹھے پڑھتے ہیں۔ جب مسجد سے نکلتے ہیں تو کسی کا خدائی خوار سکول ہوتا ہے نہ چھت، نہ پانی کا گھڑا ہوتا ہے۔ اکثر اوقات تو آجکل ایک اور مصیبت ہے کہتے ہیں جی کہ زمین دو وہاں پر سکول بنائیں گے جی۔ جس کے ہاں جب سکول بنایا جاتا ہے میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ سردی کے موسم میں یا تو گڑ کی بوریاں پڑی ہوتی ہیں اور گرمی کے موسم میں پیاز کی بوریاں پڑی ہوتی ہیں جب کسی مالک کے ہاں شادی بیاہ ہو تو پھر سکول سے چھٹی ہوتی ہے۔

تو جناب عرض یہ ہے کہ اس طرح کسی کا پبلک سکول ہے ائر فورس والوں کا اپنا سکول ہے آرمی والوں کا اپنا سکول ہے پھر کیڈٹس کالجز اپنی جگہ پر ہیں۔ تو میں یہ نہیں سمجھتا ہوں کہ جناب پاکستان بنے گا تو سب مسلمانوں کے ساتھ مساوی سلوک کیا جائے گا۔ پرائمری جیسی تعلیم کے بارے میں مساوی سلوک نہیں کیا جاتا مجھے تو ایسے نظر آتا ہے کہ اپنا ملک کبھی کبھار جنوبی افریقہ نظر آتا ہے کہ جہاں پر کالوں کے سکول ہیں اور گوروں کے سکول ہیں۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اشتیاق صاحب نے ایک اہم مسئلہ چھیڑا ہم داد دیتے ہیں لیکن یہ اس وقت تک پورا نہیں ہو گا جب تک کم از کم تعلیم کے معاملے میں طبقاتی نظام تعلیم ختم نہیں ہو گا تو یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ اس کے علاوہ یہ جو غیر پیداواری اخراجات ہیں اگر اس کو کم نہیں کیا جائیگا اس میں میں تفصیل میں نہیں جاؤنگا تو ان کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ اس وقت یہ ممکن ہو سکے گا جیسے یحیٰی بختیار صاحب نے کہا کہ بچہ ہے جب وہ تھوڑا سا بڑا ہو جاتا ہے اس کو بھیجتے ہیں کہ موٹر ورکشاپ میں کام کرے۔ کسی کے ہاں domestic servant بنے یا وہ سارا دن

سکریپ میں سامان اٹھاتا رہے۔ ان کی طرف توجہ نہیں دی جائیگی تو میرا خیال ہے یہ خیالی باتیں ہونگی کاغذی باتیں ہونگی۔ ہم بھی باتیں کریں گے اور نشستین، گفتن، برخاستن والسلام۔

میڈم ڈپٹی چیئر مین: شکریہ جناب اعجاز جتوئی صاحب۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: شکریہ محترمہ! ہم mover کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے تعلیم کے ایک اہم موضوع پر یہ موشن پیش کی۔ محترمہ! آپ کو یاد ہو گا کہ برصغیر میں انگریز نے تعلیم کا ایک dual standard رائج کرایا۔ ان علاقوں میں جن علاقوں میں ان کی فوج مین شامل ہونے سے انکار کر دیا تھا ان علاقوں میں تعلیم کا deliberately انحطاط کیا گیا نہ سکول کھولا گیا اور نہ تعلیم وہاں پر رائج کی گئی اور نہ کوشش کی گئی۔

چونکہ میرا تعلق بھی صوبہ سندھ سے ہے اسی طرح صوبہ سرحد، صوبہ بلوچستان پختونخواہ، ماسوائے پنجاب کے۔ پنجاب نے اس وقت انگریز کی فوج کے ساتھ مثبت شمولیت اختیار کی تھی اس لئے ہمیں انگریز نے سزا دی۔ جب پاکستان بنا تو ہم نے سمجھا کہ اسلام کے ناطے وہ انگریز والی چھوڑی ہوئی traditions ختم کی جائینگی اور یہاں پر کم از کم نظام تعلیم میں parity برتی جائے گی۔ اور صوبوں کے اندر تعلیم کے لئے باقاعدہ منصفانہ طریقے سے funds کی distribution کی جائے گی۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہاں اس ملک میں دفاع کے لئے تو 82-83% of the total budget کی رقم رکھی گئی ہے جبکہ تعلیم کے لئے نہ ہمارے پاس پیسہ ہے نہ وقت ہے نہ محترم ایجوکیشن منسٹر صاحب نے آج یہاں موجود ہیں انہوں نے کافی دن پہلے کہا تھا کہ تعلیمی نظام میں ایک ایجوکیشن پالیسی دو نگا ملک کے لئے، ہمارے ساتھ محترمہ! زیادتی یہ ہے کہ سکول جو فیڈرل گورنمنٹ کے ہیں سنیٹر/ ایم این اے کے کوٹہ میں دیئے گئے last 85 میں جونیجو صاحب کے وقت میں وہ سکول بنائے گئے سٹاف تک کے مقرر کرنے کے لئے گورنمنٹ کو تکلیف ہے۔ وہاں پر گھوڑے اور کتے اندر سکولوں میں کھڑے ہیں وہاں پر اندر جانوروں کے لئے ہسپتال کھولے گئے ہیں وہاں پر سٹاف نہ رکھنے کی صورت میں

گاؤں والے اس کو مختلف طریقوں سے استعمال کرتے ہیں کیونکہ وہاں سٹاف نہیں ہے۔ ۸۵ء میں جب یہ فنڈز ہمیں allocate ہوئے تھے۔ یہ ۸۸ء میں جب یہ سکول مکمل ہوئے تھے ایم این ایز، سینیٹرز کوٹہ سے وہ میں آج بھی آپ کو دکھا سکتا ہوں چل کر، ان سکولوں میں سٹاف تک رکھنے کی زحمت گورنمنٹ نے نہیں کی۔ اب یہ معاملہ کافی سنجیدہ ہے۔ اس سے پورے ملک کا نظام منسلک ہے۔ کیونکہ جب یہاں پر بد دیانت حکومتیں، جب بد دیانت پولیٹکل لیڈر شپ، یہاں پر اپنے طریقوں سے حکومتیں چلاتے ہیں اپنے طریقوں سے ملک چلاتے ہیں تو اس وقت اگر لٹیریسی ریٹ عوام میں زیادہ ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے نظام، اس طرح کے جھوٹ اور اس طرح کے منافقانہ رولز یہاں رائج نہ ہوتے۔ آپ اندازہ لگائیں۔ آج اگر ہمارا معاشرہ تعلیمیافتہ ہوتا۔ آپ نے دیکھا کہ حال ہی میں کیا حشر ہوا کہ جام صاحب ایک بیڈ پر پڑے تھے۔ وہ قریب المرگ تھے۔ اور یہاں صدر اور وزیر اعظم کہتے تھے کہ وہ بہتر ہو رہے ہیں۔

<u>میڈم ڈپٹی چیئرمین</u>: اس کا کیا تعلق ہے۔ آپ ایجوکیشن پالیسی پر آئیں۔

<u>جناب اعجاز علی خان جتوئی</u>: ایجوکیشن پالیسی کے حوالے سے، یہاں اگر لٹریسی ریٹ زیادہ ہوتا تو عوام کم از کم ان کے گریبان پکڑتے کہ یہ آپ نے کیا مذاق بنایا ہوا ہے۔ لیکن عوام جاہل ہے۔ عوام کو جہالت میں دھکیلا گیا ہے۔ عوام کو جہالت میں پھینکا گیا ہے کہ وہ نہ سوچ سکے نہ سمجھ سکے۔ اور نہ ان † [***] حکمرانوں کے لئے کوئی بات سوچ سکے کہ اسے کیا کرنا ہے۔ یہ کسی طرح کے وہاں بلنڈرز کر رہے ہیں۔ کس طرح کی یہاں بے ایمانیاں ہو رہی ہیں۔

<u>میڈم ڈپٹی چیئرمین</u>: شکریہ۔ جناب چوہدری شجاعت صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

<u>چوہدری شجاعت حسین</u>: محترمہ میرا خیال ہے لفظ †[* * *] حذف کرنا چاہیئے۔ اگر اسے حذف نہیں کرنا تو ---- جو ان کے بھائی سندھی ہیں اقتدار میں تھے وہ بھی اس میں شامل ہونے چاہئیں۔

---

†[* * *] بحکم میڈم ڈپٹی چیئرمین لفظ کو حذف کیا گیا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: †[* * *] بس آپ ایجوکیشن کی بات کیجئے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: میں ایجوکیشن کی بات کر رہا ہوں کہ یہاں ایجوکیشن پر پیسہ نہیں مختص کیا جا رہا جان بوجھ کر۔ یہاں عوام کو بالکل جاہل رکھنے کے لئے انہوں نے یہ تہیہ کیا ہوا ہے۔ جو بھی حکومت آئے گی، تہیہ کیا ہوا ہے کہ عوام اگر پڑھ لکھ گئی۔ عوام اگر سدھر گئی عوام اگر پڑھ لکھ کر ہوشیار ہو گئی تو ان کی نہیں چلے گی۔ تو میڈم چیئرمین میں آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں خدا کے لئے جو پالیسی آپ نے پنجاب کے لئے اختیار کی ہے۔ باقی صوبوں کے لئے بھی کچھ دیں۔ سندھ اور سرحد کے لئے بھی دیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب۔ جناب قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد: میڈم چیئرمین صاحبہ میں شکر گزار ہوں اشتیاق اظہر صاحب کا کہ انہوں نے اس اہم موضوع پر سینیٹ کے ذریعے قوم اور حکومت کی توجہ اس طرح مبذول کی ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے لئے قومی طور پر ایک شرمناک بات ہے کہ یہاں پر اس دور میں ۸۰ فیصدی لوگ ناخواندہ ہیں۔ جبکہ تیسری دنیا کے ممالک میں بھی یعنی سیلون کی طرح کا جو سری لنکا ہے وہ تیسری دنیا کا ایک غریب ملک ہے۔ شاید آمدن کے لحاظ سے ہم سے کم ہے۔ لیکن وہاں بھی ۸۰ فیصد لٹریسی ہے۔ یعنی پڑھے لکھے لوگ تقریباً ۸۰ فیصدی ہیں۔ اسی طرح مصر فی کس آمدنی کے لحاظ سے ہم سے کم ہے۔ لیکن وہاں پر ۸۰ فیصدی ۸۵ فیصدی لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ مجھے شمالی افریقہ کا ایک آدمی ملا۔ بہت عقیدت سے میں اٹلی گیا تھا اور وہ مجھے ملنے کے لیے آیا اس کے تصور میں اور ذہن میں پاکستان کا ایک بڑا مقام تھا۔ اور خاص کر نیوکلیئر پروگرام کی وجہ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تو ایک ترقی یافتہ ملک ہے۔ اور پڑھے لکھے لوگوں کا ملک ہے۔ لیکن یہ دونوں ساتھ ساتھ ایک طرف ہم جدید ٹیکنالوجی کے زمانے میں اور nuclear age میں پہنچ رہے ہیں

---

†[* * *] بحکم میڈم ڈپٹی چیئرمین لفظ کو حذف کیا گیا۔

ور دوسری طرف جب ہم نے ان کو بتایا کہ ۸۰ فیصدی لوگ ہمارے ہاں ناخواندہ ہیں۔ اس نے پوچھا کہ آپ کے ہاں شرح خواندگی کیا ہے۔ جب میں نے اسے کہا تو وہ ایسے ڈیپریشن میں چلا گیا۔ انتہائی سخت مایوسی میں چلا گیا کہ یہ کیسے؟ ہم تو بہت بڑا ملک سمجھتے تھے اور ہمارے دل میں اس کی بڑی قدر تھی۔ یہ کیسے ہے؟

تو میڈم چیئر پرسن صاحبہ میں یہ بھی آپ سے استدعا کروں گا کہ وسطی ایشیا کے جو علاقے آزاد ہوئے ہیں۔ اس میں کرغیزستان، ہمارا جو چترال ہے اس کے بالکل شمال میں ہے۔ یہ کرغیزستان ہے۔ اور واخان سے ذرا اس طرف تاجکستان ہے یہ تاجکستان اور کرغیزستان اس طرح کے علاقے تھے جس طرح سے ہمارا چترال اور گلگت اور دور دراز کے علاقے ہیں۔ یعنی ہر قوم سے ہمیں کچھ نہ کچھ سیکھنا چاہیئے۔ یعنی کسی کے نظریے سے جتنا بھی اختلاف ہو لیکن ان کے نظریے میں ایک جو قوت تھی اس سے ہمیں یہ سیکھنے کی ضرورت ہے کہ یہ کیسے ممکن ہوا کہ ان کی کم از کم وسطی ایشیا جمہوریاؤں میں شرح خواندگی ۹۰ فیصد ہے کم از کم کرغیزستان میں ۹۰ فیصد شرح خواندگی ہے۔ اور خود سینٹرل ایشیا کے بعض علاقے ایسے ہیں جہاں پر ۹۵ فیصدی شرح خواندگی ہے تو یہ ہمیں سیکھنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ یہ کس طریقے سے ممکن ہوا۔ ہم بھی ایک نظریاتی قوم ہیں۔ اور ہمارے نظریئے کی ابتداء ہی قرآن اور اس قافلہ کی ابتداء ''اقراء'' سے ہوئی ہے۔ یہ وہی کا سب سے پہلا لفظ ہے۔ اور سب سے پہلی بات ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوئی ہے۔ اور اسی اقراء کو پڑھ کر ہمارا قافلہ چل پڑا ہے۔ لیکن وہ قافلہ جو لوگوں کو پڑھانے کے لیے اور لوگوں کو سمجھانے کے لئے اور ان کی تعلیم کے لئے اور ان کی تربیت کے لئے انسانیت کی تربیت کے لئے نکلا تھا وہ آج جہالت کے اندھیروں میں ہے۔ ہمارے جو علاقے پنجاب سندھ اور بلوچستان کے ہیں اور مختلف جگہوں پر جب میں جاتا ہوں تو ایسے علاقے موجود ہیں میڈم چیئر پرسن صاحبہ، آپ بھی بلوچستان سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایسے علاقے موجود ہیں کہ جنازہ پڑھانے کے لئے مولوی صاحب نہیں ملتے تو ویسے ہی دفن کر دیتے ہیں بعد میں کسی مولوی صاحب کو تلاش کر کے قبر پر کھڑا کر دیتے ہیں کہ اس کا جنازہ

پڑھاؤ۔ اتنا اندھیرا ہے۔ تو اس میں کسی نور، کسی شمع کی ضرورت ہے یہ پہلی ترجیح ہے۔ آپ نے اتنے عالی شان عمارتوں سے اسلام آباد بنایا ہے۔ اس اسلام آباد سے ہماری عزت نہیں بڑھتی۔ ہمارے ہاں باہر سے مہمان آتے ہیں اور ان مہمانوں کو ہم جب اسلام آباد دکھاتے ہیں تو وہ ایک تاثر لے کر جاتے ہیں لیکن باہر سے جو آتا ہے وہ تو آپ کے گلی کوچوں میں بھی جاتا ہے۔ سڑکوں پر بھی جاتا ہے۔ آپ کے بازاروں میں بھی پھرتا ہے۔ آپ اسے گلبرگ میں تو بند نہیں کر سکتے۔ اسے بھاٹی گیٹ میں بھی جانا پڑتا ہے۔ اسے کراچی کی کچی آبادیوں میں بھی جانا پڑتا ہے۔ آپ اسے وہاں محصور نہیں کر سکتے۔ وہ جب اس تضاد کو دیکھتا ہے۔ ایک طرف یہ عیش و عشرت اور محلات اور شیش محل اور ان کے نظارے دیکھتا ہے اور دوسری طرف وہ کروڑوں عوام کو اس طرح کی بدحالی مفلوک الحالی، نہ علاج کا کوئی انتظام اور نہ کوئی تعلیم کا انتظام نہ سکول۔ اس لئے ہماری یہ پہلی ترجیح ہونی چاہیئے کہ اسے تبدیل کر دیں۔

مجھے ڈاکٹر ریحان صاحب سے اس معاملے میں اتفاق ہے کہ ہمارے کچھ لوگ اپنی موٹروں پر لکھتے ہیں، ابدالینز، ایچیسونینز۔ اس پر فخر کرتے ہیں کہ ایچیسونینز ہیں۔ ہم ابدالینز ہیں۔ ہم کوہاٹینئنز ہیں مجھے ایک واقعہ یاد آیا کہ میرے ایک دوست نے کہا کہ ہم جس پلٹن میں تھے اس میں افسر اپنا اپنا تعارف کرا رہے تھے کسی نے کہا ہم ایچیسونینز ہیں۔ کسی نے کہا ہم راوینئن ہیں۔ مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا کہ میں ٹاٹیئن ہوں۔ میں نے ٹاٹ پر بیٹھ کر سبق پڑھا ہے۔ لیکن ان کے لئے ٹاٹ بھی موجود نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ فری پرائمری ایجوکیشن کر دی جائے۔ فری پرائمری ایجوکیشن کے لئے جناب ٹاٹ موجود نہیں ہیں۔ بنیادی کتابیں موجود نہیں ہیں۔ غربت اور افلاس اس حد تک پھیلا ہوا ہے کہ ایک ماں اور باپ مجبور ہے کہ اپنے پانچ چھ سال کے جگر گوشے کو بھی بازار میں بھیج کر گندی نالیوں میں سے لوہا نکالنے پر سریا نکالنے پر لگا دے۔ بوریا اس کی پشت پر ہوتا ہے۔ اور یہ ہمارے لئے قومی لحاظ سے کوئی قابل فخر بات نہیں ہے کہ ہم عالیشان عمارتوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم باہر کے مہمانوں کا یہاں عالیشان

عمارتوں میں استقبال کرتے ہیں میں کہتا ہوں جہاں سے بھی ممکن ہو دفاع سے ہو اور ملک کے کسی بھی انتظامی اخراجات میں سے ہو اسلام آباد کے محلات کو کم کرنے سے ہو کسی بھی جگہ سے یہ تعلیم کے لئے بجٹ کاٹا جائے اور اس کے بجٹ کو کم از کم چار گنا بڑھایا جائے جو اس وقت ہے۔ اس کے بجٹ کو بڑھایا جائے اس شرم سے ہمیں نجات دلائی جائے جس شرم میں ہم مبتلا ہیں اور اس کے لئے ایک ایسی سپرٹ اور ایسی روح اور ایسے جذبے سے کام کرنے کی ضرورت ہے کہ ساری کی ساری تعلیم یافتہ آبادی ملک کی جتنی ہے وہ اس بات پر مذہبی جذبے کے ساتھ اس کام کو کیا جا سکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں جو پڑھے لکھے تھے ان کو اس بات پر مقرر کر دیا کہ تم اتنے ان پڑھوں کو، بلکہ قدیہ مقرر کر دیا اس کے لئے بعض قیدیوں کے لئے ان کا فدیہ یہی تھا کہ آپ اتنے لوگوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں آپ کے اوپر کوئی فدیہ نہیں ہے تو اس کو ایک جہاد کے جذبے سے ایک دینی جذبے سے ایک مذہبی جذبے سے اس کام کو کرنے کی ضرورت ہے اور میں کہتا ہوں کہ جب بھی ہم اس طرح کے قومی ارادے سے اٹھیں گے اور یہ کام کرنا شروع کر دیں گے تو یہ چار پانچ سال میں ہو گا ورنہ یہ باتوں سے اور کمیشنوں سے اور ان کے طریقوں سے ہم وقت ضائع کریں گے اور اس کے نتیجے میں کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو گا میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: شکریہ راجہ ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق: میڈم چیئرمین! میں مشکور ہوں سید اشتیاق اظہر صاحب کا کہ انہوں نے ایک انتہائی قومی مسئلے کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے، آپ نے ملاحظہ فرمایا ہو گا کہ آئین میں Principles of State Policy میں آرٹیکل ۳۷ میں یہ تحریر ہے۔

The State shall-

(a) promote, with special care, the educational and economic interests of backward classes or areas;

(b) remove illiteracy and provide free and compulsory secondary

education within minimum possible period;

اور اس کو ایسے ہی نہیں رکھ دیا گیا کہ Principles of State Policy کوئی تزئین کے لیے نہیں تھے بلکہ اس ضرورت کو جب پہلے آئین بنا اس وقت سے محسوس کیا جا رہا ہے اور یہ provisions جتنے بھی بعد میں آئین بنے اس میں یہ موجود ہیں اور اس پر عملدر آمد کرنے کے لئے انہوں نے پھر یہ آرٹیکل ۲۹ کا sub-article (3) ہے کہ جو کچھ in respect of each year اس کے لئے لکھا ہے principles of State policy میں کہ کیا progress ہوئی جو principles of State policy میں رہنما اصول ہیں اس کے بارے میں کیا progress ہوئی ہے گزشتہ سال۔

29. (3) :—

"In respect of each year, the President in relation to the affairs of the Federation, and the Governor of each Province in relation to the affairs of his Province, shall cause to be prepared and laid before the National Assembly or, as the case may be, the Provincial Assembly, a report on the observance and implementation of the Principles of Policy, and provision shall be made in the rules of procedure of the National Assembly or, as the case may be, the Provincial Assembly, for discussion on such report."

ہر سال، آئین نے پابند کیا ہے کہ اس معاملے میں باقی معاملات کے علاوہ کہ تعلیم کا یہ ہدف پورا ہوا، نہیں ہوا، کس حد تک ہوا یہ ذمہ داری ہے صدر کی فیڈریشن کے معاملے میں اور ہر صوبے کے گورنر کی اپنے صوبے کے معاملے میں کہ وہ یہ بتائیں کہ اس ہدف کو کہ compulsory اور free تک secondary education تعلیم ہو اس میں کیا progress ہوئی تاکہ قوم کو یہ پتہ لگ سکے کہ آئین کی اس دفعہ کو پورا کرنے کے لئے جو ہدف مقرر کیا گیا تھا آیا حکومت نے اس کے لئے مناسب فنڈز دیئے ہیں یا نہیں جو backward areas ہیں ان کے لئے کیا رقم مختص کی ہے جو عام پورے ملک کی حالت ہے اس میں کس حد تک progress ہوئی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر سال

جب سال گزر جاتا ہے اور یہ رپورٹ پیش نہیں ہوتی تو احساس یہ ہوتا ہے کہ اتنے بڑے اہم کام کو پوری اہمیت نہیں دی جا رہی حالانکہ جیسے مجھ سے پہلے یہ کہا گیا کہ تعلیم کا وہ شعبہ ہے جس کو سب سے زیادہ neglect کیا گیا اور اس کی جو literacy کا rate ہے یا معیار ہے ہمارے ملک کے اندر وہ اس سارے خطے میں اس سارے علاقے میں سب سے کم ہے، بنگلہ دیش سے بھی کم ہے تو اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں کسی شعبے میں بھی ترقی ممکن نہیں ہے جب تک کہ تعلیم یا literacy rate کو بڑھایا نہ جائے۔

اگر آپ technical education نہیں دیتے لوگوں کو صرف اپنے پیسے خرچ کر کے میٹرک پاس کر لیتے ہیں بی اے اور ایف اے کر لیتے ہیں ہمیں اس تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں۔ آج ملک کے اندر ایک بہت بڑی تعداد ان نوجوانوں کی ہے جو ایف اے اور بی اے اور ایم اے کرنے کے باوجود انہیں چپراسی کی پولیس کے کانسٹیبل کی بھی پٹواری کی بھی ملازمت میسر نہیں ہے آپ اندازہ فرمائیں کے پچھلے دنوں اسلام آباد میں پولیس کے کانسٹیبلز کی بھرتی کے لئے انہوں نے Matriculate کا standard رکھا لیکن وہاں بے شمار درخواستیں موجود ہیں کہ جن لوگوں نے graduation کی ہوئی ہے جن لوگوں نے ایم اے کیا ہوا ہے وہ کانسٹیبل بھرتی ہونے کو تیار ہیں کیوں کہ وہ اپنے آپ کو sustain نہیں کر سکتے۔ کوئی ملازمت نہیں ملتی اس سے بڑا المیہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ایک بہت بڑا سیلاب آنے والا ہے ان لوگوں کا جنہوں نے کچھ قربانیاں، جن کا کوئی تصور نہیں کر سکتا، وہ دے کر ان کے والدین نے اپنے زیورات بیچ کر محنت مزدوری کر کے بچوں کو پڑھایا ہے لیکن انہیں ملازمت نہیں ملتی لیکن اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ تعلیم کا جو نظام ہے گو کہ ہر ایک آدمی کو یہ آزادی حاصل ہے کہ جو تعلیم مرضی ہے وہ حاصل کرے لیکن اس میں حکومت کی طرف سے یہ input بھی ضرور ہونی چاہیئے کہ لوگوں کو زراعت کی، لوگوں کو تکنیکی کاموں کی جو فوری طور پر تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ روزی کمانے کے قابل بھی ہو سکیں اس کی طرف بھی

توجہ دینی چاہئے۔ جنرل ایجوکیشن general education کلرک بننے کے لئے اب کتنے لوگ، اتنے فیصد لوگ کلرک بن سکیں گے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیمی پالیسی کو دوبارہ ترتیب دینے کی ضرورت ہے جو پیسہ خرچ ہوتا ہے اور یہاں discussion میں بھی یہ بات آپ کے نوٹس میں لائی گئی کہ اس وقت پاکستان کے اندر چار نظام چل رہے ہیں اگر انہیں نظام کہا جائے ایک تو بڑی مہنگی تعلیم کے ادارے ہیں خواہ اس کو ایچیسن کالج کہہ لیں خواہ اس کو cadet colleges کہہ لیں خواہ مشنری اداروں کو کہہ لیں یا امریکن سکول کو کہہ لیں جو بڑی بڑی بھاری فیسیں دے کر جو امیر لوگ ہیں جو نہ صرف ایک status/symbol کے لئے بلکہ اپنے بچوں کی بہتر تعلیم کے لئے بہت بھاری فیسیں وہ ادا کرتے ہیں پھر اس کے بعد سرکاری سکولوں کا معاملہ ہے سرکاری سکولوں کی حالت جیسے آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ بہت خراب ہے، تعلیم کا معیار گر رہا ہے اور ایک میٹرک پڑھا نہیں بلکہ ایک ایف اے اور بی اے پڑھا ہوا آدمی اپنی ملازمت کے لئے درخواست بھی لکھنے کے قابل نہیں ہے اس کے ساتھ آپ دیکھتے ہیں کہ کچھ مذہبی تعلیم کے ادارے ہیں، مذہبی تعلیم کے اداروں میں باوجود کوشش کے ابھی تک وہ لیول level جدید تعلیم کا اس میں نہیں لایا جا سکا اور اگر وہاں سے کچھ لوگ تعلیم حاصل کر کے باہر نکلتے ہیں تو مساجد کی امامت کے بغیر ان کے لئے کوئی اور طریقہ کار نہیں ہے اس لئے انہیں بھی موجودہ نظام کی تعلیم سے بہرہ ور کرنا یہ بھی حکومت یا اس معاشرے کی ذمہ داری ہے۔

اگر آپ دیکھیں کہ input education میں پرائیویٹ طور پر کتنی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسلام آباد ہی کو آپ دیکھ لیں ایک ایک گلی میں کئی کئی پرائیویٹ سکول کھلے ہوئے ہیں، اس لئے کہ حکومت کے پاس وہ جو budget allocation ہوتی ہے وہ اتنی نہیں ہے کہ زیادہ سکول کھولے جا سکیں یہ تو اسلام آباد کا حال ہے جہاں تک دیہاتوں کا سلسلہ ہے ان کی حالت تو انتہائی خراب ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلی چیز اس سلسلے میں جو کی جانی چاہئے وہ یہ ہے جیسے مجھ سے پہلے یہ تجویز کیا گیا

کہ تعلیم کے لئے جو کچھ اس وقت allocation کی جاتی ہے بجٹ کے اندر اس سے چار پانچ گنا زیادہ allocation کی جانی ضروری ہے اور موجودہ جو روٹین routine میں فنڈز میں فنڈز دیئے جاتے ہیں یا ایک عرصے سے اس کو neglect کیا جا رہا ہے اس سے آپ کبھی بھی اس بڑھتی ہوئی آبادی کے لحاظ سے اپنی تعلیمی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے اور اگر تعلیم نہیں ہو گی اب نہ کوئی ڈیفنس کا سلسلہ وہ رہا ہے جس قسم کی sophistication arms میں آ گئی ہے defence equipment میں آ گئی ہے، strategy میں آ گئی ہے، کوئی آدمی بغیر پڑھے لکھے ملکی دفاع کے ان معاملات میں بھی شامل نہیں ہو سکتا۔ اسی طریقے سے تجارت جو آج بین الاقوامی سطح کی ہو گئی ہے کوئی آدمی بغیر کمپیوٹر کے استعمال کے، کوئی آدمی بغیر بہتر تعلیم کے، تجارت میں بھی اپنا رول ادا نہیں کر سکتا۔ اسی طریقے سے سیاست ہے اسی طریقے سے لوگوں کے حقوق ہیں اگر کوئی قوم تعلیم سے بہرہ ور نہیں ہے تو پھر وہ اپنے بنیادی حقوق سے بھی واقف نہیں ہے، وہ آئین کو نہیں سمجھتی وہ قانون کو نہیں سمجھتی وہ ٹریفک کے قواعد کو نہیں سمجھتی۔

اس لئے عام زندگی میں بھی کوالٹی کو بہتر کرنا ہے تو اس کے لئے تعلیمی مد کے اوپر سب سے زیادہ اخراجات ایک کریش پروگرام، ایک انقلابی پروگرام کے ذریعے سے آئندہ دس سال کا پروگرام بنا کر اس میں نہیں کیا جائے گا تو بڑھتی ہوئی آبادی کے لحاظ سے جو پاپولیشن گروتھ ریٹ ہے نہ صرف اس موجودہ پوزیشن کو maintain نہیں کر سکیں گے بلکہ اس سے بھی پیچھے جائیں گے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ریزولیشن کو اس سلسلے میں پاس کیا جائے اور آئین کا تقاضا بھی ہے قومی ضروریات کا تقاضا بھی ہے اور پاکستان کے اپنے جو قومی مفادات ہیں ان کی حفاظت کا بھی یہی تقاضا ہے۔ میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ اگر آپ بچے کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیج دینگے تو بوڑھے باپ کو سگریٹ لا کر کون دیگا۔ بوڑھا باپ سگریٹ نہ پیئے تو اچھا ہے۔ بچے کو تعلیم ضرور حاصل کرنی چاہئے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب عالم علی لالیکا صاحب۔

جناب عالم علی لالیکا: محترمہ میں آپ کا بڑا مشکور ہوں آپ نے مجھے اس قرارداد پر بولنے کا موقع عطا فرمایا میں اولاً تو سید اشتیاق اظہر صاحب کے ریزولیوشن میں کچھ تھوڑا سا اظہار کرنا چاہونگا جہاں انہوں نے کہا ہے

This House recommends that in order to accelerate literacy rate in the country compulsory free education be provided to all at the Primary Level.

اس میں ایک اظہار کرنا چاہونگا جس کی طرف قاضی حسین احمد صاحب نے بھی اشارہ کیا ہے یہ جو Acychisonanion, Ravian and Taterian والا فرق ہے جب تک ہم اس کو ختم نہیں کریں گے۔ ملک کی ۷۵ فیصد آبادی غرباء پر مشتمل ہے اور کئی ایسے مراعات یافتہ لوگ ہیں جن کا مقابلہ جن کی مسابقت غریب بچے ٹاٹوں پر بیٹھ کر نہیں کر سکتے گو جوہر قابل تو ہر جگہ نمایاں ہو جاتا ہے لیکن ان کے لئے بنیادی طور پر ایک handicap ہے۔ مساوی تعلیم ہونی چاہئے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔ اظہر صاحب کے سپورٹ میں ان سے عرض کرونگا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: وہ پہلے بول رہے ہیں ابھی انہوں نے ختم تو نہیں کیا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں اس پر کہہ رہا ہوں کہ آپ جو تقریریں کرتے ہیں اس کے لئے تو یہ سارے طبقات ہیں اس کو ختم کرنا ہوگا تب یہ چیز۔۔۔۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

میاں عالم علی لالیکا: محترمہ میں تو اس بات سے متفق ہوں یہ لینڈ لارڈ ازم یہ پیر ازم یہ وکلاء ازم یہ انٹی وکلاء یہ سب چیزیں ختم کرنی چاہئں اور یہ طبقاتی سسٹم ختم کرنا چاہئے۔ تعلیم کے سٹینڈرڈ کو مساوی کرنا چاہئے۔ یہاں کئی قسم کی تعلیمیں مروج ہیں انگلش نظام تعلیم ہے دوسرا نظام تعلیم ہے کسی اور سکول میں کوئی اور نظام تعلیم ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ پرائمری تک compulsory لازمی تعلیم ہو اور اس تعلیم کا طریقہ کار ایک ہی جیسا ہو۔ پرائمری تعلیم کے بچے کتابوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہوتے ہیں۔ محترمہ، پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں ۴۵ سالوں میں شرح خواندگی کم ہوئی ہے اور یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ ۱۹۸۷ء کے سروے کے مطابق اس وقت پاکستان میں شرح خواندگی ۲۷ فیصد ہے۔ عورتیں اس ملک کا ۵۲ فیصد ہے ان میں شرح خواندگی ۷ فیصد ہے یہ مقام افسوس ہے ہمیں افسوس اس بات پر ہے کہ ایک طرف تو ہم جمہوریت رکھنے پر مظر ہیں اس ملک کے لئے جمہوریت ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو اس ملک کی بقاء کی ضامن ہو سکتی ہے اور جمہوریت کے لئے شعور بڑا ضروری ہے اور شعور کے لئے علم بنیادی ضرورت ہے۔ محترمہ میں حیران ہوتا ہوں کہ ہم ایک چیز چاہتے تو ہیں کہ یہ ہونا چاہئے لیکن اس کے لئے جو بنیادی ضروریات ہیں اس سے صرف نظر کرتے ہیں میں اشتیاق اظہر صاحب کی قرارداد کے ساتھ متفق ہوں اتنا ضرور چاہونگا کہ مساوی تعلیم اور ایک ہی قسم کی پرائمری تعلیم تمام ملک کے بچوں میں ہونی چاہئے۔

<u>میڈم ڈپٹی چیئرمین</u>: شکریہ جناب فخر امام صاحب .sorry Khalilur Rehman

Mr. Khalil-ur-Rehman : Madam Chairperson, I think the subject of education is an enticing subject which has attracted a lot of diversity of opinions but the matter in hand is compulsory. Primary education in Pakistan, I think it is a welcoming thought in this educationally start country. However, I very strongly feel that the system that you have in this country of education, is basically based on an old Lord Mackalay system which was only there to produce clerks. With the creation of Pakistan, I am afraid we did not do anything about it.

Unfortunately, education in this country is not food for your soul or is not for your soul education at all, it is to get job. I think the Government, on the other hand, has got roughly about one point million jobs, now where can the government provide jobs to all sorts of people who are coming out in teeming millions from the universities and schools and primary schools and every where. I think what we really need here is a lot of vocational centres. I think an educated mason can lay better bricks, an educated wireman can

do intelligent wiring and he is happier with his job-a job is well done.

I think we need to look into this. I think a primary education, if it is the same system which is going on in this country at the moment, it is to not going to do us any good, at all. Our child when he goes to school, he has no idea what rivers are flowing in his province, what crops are there, does he know what kind of land he has got, is a fertile land. I mean he knows nothing about the nature in his own particular area where he lives. I think one has to really sit down at a higher level or whatever level to sort out this education system. It as no base. I mean, it is a tremendous idea and I commend the respected Senator but alongwith this if you keep doing the same thing in the same way it does not yield any results.

So, alongwith it I feel that we should all sit down and sort out the system first because we do not want to produce clerks, how many clerks you can produce. What happens in those days in the british times, he did matric, he became a clerk, he did FA, he had recommendation, his father was a Khan Bahadur he became a Naib Tehsildar or something like that. We built up the same system. Technically we are so backward, why? Because of the system but anyhow, sir, it is a very good idea and I commend you on that. Thank you Madam.

Syed Fakhar Imam : Thank you honourabe Madam Chairperson, I would like to express my profound gratitude to my honourable colleagues and especially the mover of the resolution Syed Ishtiaq Izhar who has put up the most vital aspect for the future and present of Pakistan. We should not dwell on the past. The past has left us with a great deal of baggage which we now must mobilise into action. This government, Madam Chairperson, has now finalized its policy on education. We have drawn up a ten years plan. The policy is different from the past and I am just mentioning the policy though it is not part of this resolution and the reason for that is that one of the limitations of policy in Pakistan specially on education has been that policies have enanciated principles, theory, philosphy but they have not spelt out in quantified financial terms. The moneys that are required to fulfill the demands and objectives and the targets, in the new policy for ten years. We have defined targets, for instance, on the primary education, we will go up from approximately one lac twenty seven thousands schools. We will take the number up to nearly two lacs seventy thousands schools in ten years. We will have more than

double in the next ten years and this is the basic demand جو ہماری آج ضرورت ہے accessibility کی ، آیا کہ ہمارے مختلف دیہی علاقوں میں بچوں اور بچیوں کے لئے تعلیمی ادارے ان کے قریب ہیں یا نہیں یا دنیا میں جہاں بھی ریسرچ ہوئی ہے، سب سے بنیادی بات تعلیم کے لئے یہ ہے، وہاں کے قریب تر شہر یا گاؤں، آیا کہ تعلیمی ادارے ان کے قریب ہیں یا نہیں، یہ بنیادی فیکٹر ہے جو directly in co-relation ہے، literacy اور participation rate کا، ہمارے ہاں اب تک صرف ساٹھ فیصد لوگ بچے اور بچیاں پانچ اور نو سال کے درمیان سکول going ہیں، اور مجھ کو بھی یہ بات کہنے میں ایک قسم کی ہچکچاہٹ ہوتی ہے کہ جب بھی ہم کسی اور ملک کے delegation کے ساتھ بات کرتے ہیں، یا کہیں اور جاتے ہیں تو ان سے سوال ہوتا ہے کہ آپ کے ہاں شرح خواندگی کیا ہے۔ ہم جب کہتے ہیں کہ ۳۰ فیصد ہے تو وہ سوچتے ہیں کہ یہاں اے کیو خان صاحب کیسے پیدا ہو گئے؛ یہاں ہمارے کاٹن کی ریسرچ کے لوگ کیسے پیدا ہو گئے۔ آج پاکستان میں کاٹن کی تیرہ ملین بیلز، کاٹن کی پیداوار چلی گئی ہے اور پچھلے سال صرف ۹۷ء تک ملین بیلز تھی، اس سال دنیا کی تاریخ میں اتنی spectacular growth کہیں نہیں ہوئی اور یہ پاکستان کے Researchers ہیں جنہوں نے یہ spectacular growth rate دی ہے۔

اب ایک طرف ہم بات تعلیم کی کرتے ہیں، بنیادی تعلیم کی کرتے ہیں، ہم نیشنل سیکورٹی کی بات کرتے ہیں، نیوکلئیر پروگرام کی کرتے ہیں ہم ایف 16 کی بات کرتے ہیں مجھے بھی اس بات کا احساس ہے کہ جب ہم لوگ کبھی میراج ۲۰۰۰ کے لئے جاتے ہیں، شاید ہو سکتا ہے کہ کل ہمیں مگ ۲۹ کے لئے جانا ہو، ہم ایف ۱۶ کے لئے جاتے ہیں اگر ہمارے ٹیکنالوجی --- اور یہ بنیادی جو ہماری تعلیم کی بیس base ہے، اس کو ہم اس معیار تک بلند نہیں کرینگے تو مجھ کو بھی یقین ہے کہ ہمارے ہاں نیشنل سیکورٹی آف ڈیفنس اور اس کے ساتھ ساتھ، ابھی ہمارے بھائی نے ٹریڈ کی بات کی ہے۔ یہاں لی پان صاحب سنگا پور سے تشریف لائے ہوئے تھے جن کی آبادی صرف ۲۴

لاکھ ہے۔ ہماری آبادی ماشاء اللہ جس تیزی سے بڑھ رہی ہے وہ آپ جانتے ہیں۔ جب ہم ان کی ایکسپورٹ دیکھتے ہیں تو ۷۰ بلین امریکن ڈالر ہے۔ ہماری ہاں پچھلے سال چھ بلین امریکن ڈالر تھی اور اس سال شاید سات بلین ہو جائے گی۔ مجھے امید ہے کہ جیسے کہ ہماری کپاس کی پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے، اور اس کا direct تعلق ہماری تعلیم اور شرح خواندگی کے ساتھ اور تعلیمی اداروں کے ساتھ یقیناً ہے۔ اور اس چیز کا ہمیں احساس اتنا زیادہ ہے ہم نے یہ جو اپنے صوبوں کے ساتھ --- کیونکہ پرائمری تعلیم کا جو تعلق ہے بنیادی طور پر، جیسے کہ ابھی ہمارے بھائیوں نے، دوستوں نے کہا ہے کہ اس کا تعلق صوبوں کے ساتھ ہے، ایک بھائی نے یہاں آرٹیکل ۳۷ کا حوالہ دیا ہے آرٹیکل ۲۹ کا حوالہ دیا آئین سے، یقیناً میں ان سے اتفاق کرتا ہوں اور وہاں لکھا ہوا ہے کہ as for as possible or in the minimum possible period اور اب ہم نے وہ جو minimum possible period ہے، اس کے بارے میں ہر پانچویں منصوبہ میں کہا ہے کہ اس کو بڑھاتے رہیں تو میں نے یہ کوشش کی ہے اپنے ماہرین کے ساتھ بیٹھ کر کہ ہم اس ہدف کو اس طریقے سے آگے بڑھائیں گے، اس وقت ہماری جی این پی کا ۲ء۲ فیصد تعلیم کی مد میں جا رہا ہے۔ ہم اس کو تقریباً پچھلے دو سال میں دو گنا لے جانا چاہتے ہیں کیونکہ ہمیں حقائق کو دیکھنا پڑتا ہے، اور آج یہاں ہم dream world میں بیٹھ کر، ایک romance میں بیٹھ کر بات کر دیں تو وہ جذباتی طور پر تقریریں بھی ہو جائیں گی۔ کل سرخیاں بھی لگ جائیں گیں لیکن جب تک ہم میڈم چیئر پرسن -- unless we face the realities of the world until that we, as the people of Pakistan, will not modernize, will not progress and will not compete.

Today, world requires, above all, economic competition. It requires, above all, educational technological competition which is the key to Pakistan. I would say futuristic survival or with sovereignty, its independence and its autonomy and it is directly in co-relation to how much we invest. We should use the word 'investment' for education, Madam Chairperson, and not expenditure. This is the key and there have been Education

Economists of the world the best known one is the man Kon Sir Koples. He states, that if the Third World Countries gives an analysis of 40 Third World Countires, if Third World Countries invest in primary education, the rate of return per annum is 29% on primary education. Now we have to change our whole philosophy, we have to change our concept of thinking, it is alright for us, colleagues here, to make statements and I, as the Education Minister, welcome them to help most of all because you have strengthened my hands by bringing this resolution on to the floor of this House.

I, welcome it, but when we make the Budget and when we allocate those funds, the ADP (the Annual Development Programmes), that is the time that I would like my colleagues to assist me and their colleagues assist their colleagues in the provinces because you, this sovereign House, Madam Chairperson, my honourable colleagues represent the provinces because there is equal representation of provinces and the provincial governments as far as this resolution which is the primary education sector, is concerned, that is where the bulk of our people are and that is where the motivation, the political will, the commitment is needed, most of all and I would welcome it. The Education Budget takes up 6.8% of the total Budget. 40% of the allocation of 6.8% goes into this sector of education. I would very much like and this is where we have worked out with the provinces to double this allocation in the next sport thing is missing as we have seen in our 10 years programme to double in the next 10 years and we feel that we must be able to absorb, assimilate into both, increasing the quantity of education as well as the quality and I should say here that we should not be afraid of qualitative education taking off.

Every country in the world, China, what was the Soviet Union Russia, Germany, Japan, Korea, Muslim Countries-Malaysia, Singapore from where we have had people come here. Indonesia has today a literacy rate of 75%. All these Muslim and other countries have now started moving in this direction because tomorrow is the world of economic competition and economic competition means management. It means administration, it means harnessing of physical and human resources, and human resources I said, is the investments of the government of today for the future of this country and for the future of Pakistan becoming a strong comparative State and this is the key on which we have based our policy.

My policy is now with the Cabinet and I am hoping that very soon it will come out with the approval. Technical Education was very much highlighted although it is not a part of this resolution but I would like to state that, for the first time, in the new policy, we are going to have a stream instead of just Clerks for Grade 9, 10, 11 and 12. We will have technical trades schools which will give them jobs and increase productivity and income generation for this country. We want to take this country into those streams which have today made Germany and Japan, the new Super Powers of this world. We, in Pakistan, I think have the talent, we have the capability, we have the potential but we have to mobilize ourselves and commit ourselves to progress and development. I would express my gratitude to you, Madam Chairperson, and to all my colleagues for bringing this resolution here to the floor of this House.

Thank you very much, Madam.

Madam Deputy Chairman : Thank you.

Syed Ishtiaq Azhar has moved a resolution—

"that this House recommends that in order to accelerate literacy rate in the country compulsory free education be provided to all at the Primary Level."

(The motion was adopted)

Madam Deputy Chairman : The resolution is adopted.

***Resolution Re :* extension of proper facilities to the senators to visit prisons throughout the country.**

Syed Iqbal Haider : Thank you Madam Chairperson. I beg to move a resolution that :

"This House recommends that members of the Senate be extended proper facilities to visit prisons throughout the country to see the prisoners."

میڈم ڈپٹی چیئرمین: چوہدری شجاعت صاحب وزیر داخلہ۔

چوہدری شجاعت حسین : محترمہ میں اسے oppose کرتا ہوں۔

technical گراؤنڈ کے اوپر ویسے کیونکہ یہ صوبوں کا مسئلہ ہے اور تمام صوبوں کی جو رائے ہے وہ بھی میں آپ کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہوں گا لیکن اسکی جو language ہے اسکے اوپر مجھے اعتراض ہے۔ اس کو میں oppose کرتا ہوں فاضل ممبر اسکی وضاحت کریں تو پھر اسکے بعد میں کچھ عرض کروں گا۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب سید اقبال حیدر۔

Syed Iqbal Haider : Madam Chairperson, I have been receiving very serious complaints from the prisoners in jails particularly from the province of Sindh. It was a matter of grave concern for us when I heard that in complete violation of the Jail Manual they are being kept in close ward, they are being beaten up and tortured. They are being not provided medical facility that they are entitled to. They are being denied all the facilities that they are entitled to. They are being kept with cross fetters twenty four hours which is a punishment in itself. Madam Chairperson I will draw attention of this honourable House to the gurarantees and the protection provided by the Constitution itself. Article 13 (b) reads that :

"No person—

(b) Shall, when accused of an offence, be compelled to be a witness against himself."

that is one Article, Madam Chairperson. The second Article is Article 14 :—

"(1) The dignity of man and, subject to law, the privacy of home, shall be inviolable."

and sub-clause (2) of Article 14 reads that :—

"(2) No person shall be subjected to torture for the purpose of extracting evidence."

My submission is that all these Articles and all these gurarantees and protections are being grossly violated with complete

impunity and freedom by the jail administration. In fact I will not be wrong in saying that the prisons particularly in the province of Sindh are running their own State within the State. There is no check on the conduct of the jail authority in any manner. A large number of prisoners have died while being in jail and no investigation takes place, if at all any investigation takes place, is, by ordinary magistrate who just shelves his report after completing, satisfying the file and not satisfying the people. Madam Chairperson, this is a very serious issue because to be treated in accordance with law is the inalienable right of every citizen. The Constitution does not differentiate under Article 4 that only the people who are outside the jail, they alone are entitled to equal treatment. The Constitution clearly says :—

Article 4.

> "To enjoy the protection of law and to be treated in accordance with law is the inalienable right of every citizen, wherever he may be, and......"

wherever he may be,

> "....... and of every other person for the time being within Pakistan."

The words are "wherever he may be", whether he is in jail, whether he is outside jail, in a larger prison he is entitled to equal right and equal protection without any discrimination. I am referring to these Articles primarily because that, despite having such categorical provisions and guarantees under the Constitution, the prisoners in jail and particularly the political prisoners are facing an unending and unchecked wave of torture and operation. Complete anarchy in the jail particularly the political prisoners, they are entitled to far better treatment but they are being forced to give a confessional statement through torture. I can cite several examples that our political prisoners were tortured to extract a confessional statement against his ownself whereas it is forbidden under Article 13 clause (b). Similarly, the dignity of man is protected under Article 14 but the moment he enters in the jail premises the prisoner is ruthlessly beaten, openly, and is made to sit on the floor and is made to sweep the floors and is made to clean the gutters with the

water from the gutters and it is most inhuman conditions that the prisoners and particularly our political prisoners are facing. I went to the jail last year and I requested the Superintendent Jail that I have received such a huge number of complaints against you, please allow me to meet them, I want to see what is the truth. He paid no respect or regard of me being a Member of the Parliament. He just utterly and strongly refused, he said you get keep away from the jail. I said then put me in the jail. No, I won't put you in the jail, also. Which I am not scared because I have been to jail for more than twelve/fourteen times, but to improve their plight. When I asked him that look what about these complaints, he said I will refuse to answer you. And these are serious complaints, this is not an ordinary complaint.

I had even written a letter to honourable Minister for Interior about the conditions in jail and the corruption and the curse of heroin and all sorts of illegal and immoral activities within the prisons being patronized by the jail administration that the ordinary prisoner he might not be involved in any heinous crime but when he comes out of the jail, he turns into a hardened criminal. And this is the matter that I want to bring to the notice of this House that if the Members of the Parliament, there is an inadvertent omission on my part that I just mentioned about the Members of the Senate, perhaps it would be better if all members of the Parliament are allowed to visit the jails in the country from time and again, they will exercise a most strong and effective check on misuse of the authorities by the jail administration and they will be in a position to reduce the violations of human rights, they will be in a position to ensure that the prisoners are treated in accordance with the Jail Manual and they are provided full facilities and medical treatment and they are not tortured and the provisions of the Constitution are implemented/followed and abided by the letter and spirit by the jail administration. And my country does not face the criticism from the world at large that we have no value for human rights.

If we have the value for human rights then we have to respect them, we have to protect them and for this reason I request that this House may pass a resolution that all members of the Parliament should have the privilege and right to visit the jail as and when they desire. Thank you very much, Madam Chairperson.

Madam Deputy Chairman : Dr. Bisharat Elahi Sahib.

Dr. Bisharat Elahi : Thank you very much Madam Chairperson. The issue raised by my colleague Sayed Iqbal Haider is an extremely important issue and our newspapers are full of details of highhandedness, molestation, torture by the law and order, and security forces in Pakistan, today. It appears to me that they are having a field day and there is nobody to check what they are doing. You might have noticed that the Superior Courts have been forced to take notice of these incidents of torture, high-handedness, molestation of women and only recently I was reading a newspaper in which one of the Senior Judges of the Superior Court had made a comment that the people working in the police force are drunk with power and they even refuse to carry out the instructions of the Superior Courts.

The prison service also formed a part of the same service and we have known cases of torture in custody while people have been in remand and while people have been in prisons and a number of cases have been reported where people have died awhile in custody and yet the police tends to cover it up by either saying that it is a suicide or trying to give an explanation which, more often, does not appear to be very satisfactory. I think it is time that there should be some sort of accountability and the members of the Parliament should be allowed free access to these places. I will go even a step farther not only to go and visit the prisons but to visit all people who are in custody and remand wherever they may be.

There have been so many cases of torture in Pakistan today in all the four provinces of Pakistan and perhaps including the federal capital and more often than not the people have no resourse and even when they writ, people have gone in writs to the High Courts yet the authorities concerned have not responded properly. I fully endorse this resolution and I think that we should be allowed to visit the prisons and all other centres which are meant by the police and the other security forces to see that the people who are kept in custody or who are kept in the prisons are treated like human beings. I thank you Madam Chairman.

Madam Deputy Chairman : Thank you. Mr. Muhammad Ali Khan Sahib.

Mr. Muhammad Ali Khan : Thank you, Madam Chairperson. I am extremly thankful to my brother syed Iqbal Haider for having moved such a very important resolution in this august House. In fact this should have been moved long ago. Madam, I, for one have been the inmates of three jails i.e. the district jail at Mardan, central jail at Peshawar and the worst jail in the Indo-Pak subcontinent at that time was the central jail at D.I. Khan.

(At this stage the Chair was vacated by
Madam Deputy Chairman and occupied by
Presiding Officer (Dr. Bisharat Elahi)

Mr. Presiding Officer : Yes, Khan Sahib, please carry on.

Mr. Muhammad Ali Khan : So, whatever I would say would be just not hear say, not that I have heard certain things about the jails but those things which I have seen with my own eyes and those things which we felt were absolutely inhuman.

Mr. Chairman, the difficulty here is that this subject is a provincial subject. We have to change the words of this resolution and my brother would, I am sure, agree with me. Sir, it was for the first time that I visited a jail when I was in school, this was the district jail at a place called a Dehra Dun in India. When we were taken there the moment we came across certain people who were prisoners, they immediately sat down and, I, for one asked my teacher as to why these people (when they saw the Superintendent who was with us) sat down immediately, he said that the jail staff fears that if they stand they may attack them, so it is one of the unwritten rules in the jails that whenever an officer enters, anyone standing immediately sits down.

Sir, this was the worst impression that I got. Little did I know that after sometime, I will have to be one of these prisoners, but thank God I was put in behind the bars because my only fault was that at that young age I used to shot at the top of my noise,

کہ "بٹ کے رہے گا ہندوستان اور لے کے رہیں گے پاکستان"

It was for this reason that I was put in three various jails. Sir, the

condition in jails is deplorable. Any person who goes for a *"Molaqat"*, has to pay something before he enters the premises, if he give some amout of *'Jail Kharcha'* (pocket money) to the prisoner, 50% is given to the prisoner and 50% is pocketed by the authority concerned, and similarly all sorts of drugs are taken into the jails and supplied to the prisoners at fantastic prices. The food is just not worth eating. In Peshawar there was a riot in the jail and the authorities concerned, at that time, put the blame on a few Muslim League Leaders including my humble self and class-B was taken from us and we were put in Class-3. Sir, the bread which was given to us was dark in colour, it was neither maize nor wheat and the milk was in such a condition that instead of putting water in milk. We used to get water with a little we used to get milk added into it.

So, this resolution is a very appropriate one but it should be read as under and I hope my brother Syed Iqbal Haider would agree with me and he would pay a little attention when I am moving this new a little amendment in this resolution, of his ;

> "that this House recommends to the provincial governments that the members of the Parliament, instead of the Senate, I would like to say, members of the Parliament, be extended proper facilities to visit prisons in their respective provinces to see the conditions prevailing in jails."

Any one who would like to meet the prisoners can apply for *Molaqat* and, there, facilities are given, they can meet the prisoners but if they want to see the conditions prevailing in the jails it should read in this new form ;

> "that the provinces should be asked to give full facilities to the members of the Parliament".

Mr. Presiding Officer : Can I have a copy of this resolution ?

Mr. Muhammad Ali Khan : Yes please.

Mr. Presiding Officer : Next Mr. Yahya Bakhtiar.

Mr. Yahya Bakhtiar : Thank you, Mr. Chairman. I just

wanted to say what you already said on the floor there. What the police does not only in jails and *thanas* they torture people to attain their confessions. We have been going through that for a long time. My practice of law is of 40 years or so. We have experienced a lot but the new thing to which I want to draw the attention of the honourable House is that the police now tries to impress and prejudice the case of an accused person, he may have committed a very heinous crime. He may be guilty, but the other day they brought a man before the public in a press conference, they said he was one of the Indian prioners. He was in India. He was an Indian Agent. He was holding his hands folded this, he was making confession in public "I have committed this crime, I was a Raw Agent. I did the sabotage activities in Pakistan". This is not done. What chance this man has, a chance of a fair trial? He may have done it but this is not done. You cannot prejudice a case of a person. They tell him that. You go there and confess as we tell you otherwise you will be sent back to the thana, and if you do not say these things in public, you may get a *'danda'* again. This is a very objectionable thing which the police is doing. You can take him to the court, record his statement under 164 which is the law, which is the procedure. But you cannot bring him in the public, in a press conference that the man admits that he is a Raw Agent.

Now after that I will ask the honourable Minister for Interior that his police will take him, prosecutes him, public has seen him on T.V. a photograph appears in news papers, then what chance has he got of a fair trial in this country. So, please stop this practice altogether. This is bad enough that you torture people for obtaining after the confession under 164, I am objecting to that also. If you really investigate a case properly you then do not need a confession and if he is in an Islamic State, please don't get confession because the Islamic confession is a very serious thing. That by itself is enough for conviction. In our law you say, yes, confession is there, it is retracted, still you can have corroboration with it. But in Islamic law, confession by itself is sufficient to convict you and if he retracts it then this is no evidence at all. That is why there can be no corroboration at all. So I will request them to please stop this practice. I do not say for a moment that the man may not be a guilty of it, he may be a guilty of it but this is not the way. It is like our tribal people, trial by torture or ordial. This man has been tried by ordial, you saw his photograph how he is begging for

mercy in the public press conference saying that "I have committed this offence". Now if you want to take evidit here and there that you are a very good at opprehending offenders that he is a Raw Agent. He may be, he may not be. So I will request you to please stop this practice, this is not done.

Mr. Presiding Officer : I hope, the Minister has taken a note of this.

میاں عالم علی لالیکا: شکریہ جناب چیئرمین صاحب، کسی مسئلے پر غور و خوض کرنے کے لئے کچھ اصول وضع کر لئے جاتے ہیں جہاں تک اس کے قانونی پہلو ہیں جناب سید اقبال حیدر صاحب نے اس پر بڑی وضاحت و صراحت سے روشنی ڈالی ہے میں اس کو کچھ دینی نگاہ سے بھی دیکھوں گا جب کبھی بھی ہم نے خیرات کے لئے کچھ اہتمام کیا ہے تو علماء حضرات سے جب پوچھا تو انہوں نے وضاحت سے فرمایا کہ بندی خانے میں بند جو لوگ ہیں ان پر بھی خیرات لگتی ہے۔ ان کو دینے سے خیرات قبول ہوتی ہے بندی خانے میں لوگ ملزم ہوں مجرم ہوں بندی خانہ ایک ایسی جگہ ہے جو قابل رحم ہوتا ہے جناب والا اس کی تیسری صورت ذاتی تجربے کی بنیاد پر عرض کرتا ہوں کہ یہ وہی حالات ہیں جو وہی لوگ جانتے ہیں جن کو اس سے سابقہ پڑا ہو ۱۹۷۳ میں جناب والا میں بھی ایک پارٹی کے ظلم و ستم کا شکار ہو کر بائیس دن جیل میں رہ کر آیا ہوں۔

ایک ضرب المثل سنی ہوئی ہے کہ "مردوں کے کفن اتارنا" اگر اس دنیا میں مردوں کا کفن اتارنے والی کوئی مخلوق ہے تو وہ جیل کے ملازمین ہیں جناب والا میں نے وہاں دیکھا ہے اگر وہاں کسی محصور قیدی کی والدہ آٹھ آنے بھی لے کر آئی ہے تو جیل والوں نے وہ اٹھنی بھی اس سے اچک لی۔ جناب والا یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ غالباً ایک برنی صاحب ہیں جنہوں نے ایک ایسا ادارہ بنایا ہوا ہے جو جیل میں محصور قیدیوں سے ملاقات کر کے ان میں سے ایسے قیدی تلاش کرتے ہیں جو کئی کئی سالوں سے مقید پڑے ہوئے ہیں، جن کے خلاف کوئی ثبوت، کاغذ ملتا نہیں اور انہوں نے کئی آدمیوں کو رہائی دلوائی ہے۔ ممبران پارلیمنٹ اگر فی الواقعی کسی قابل ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کو

پورا اختیار اور حق ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے صوبوں میں اپنے اضلاع میں جیلوں کا معائنہ کر کے وہاں کے حالات کا اندازہ کر کے حکومت کو بتلا سکیں ان کو جیل کے عملے کے رحم و کرم پر چھوڑنا اس مہذب معاشرے میں ظلم ہے۔ ظلم ہے۔ ظلم ہے۔ میں آپ کا بڑا مشکور ہوں جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، اعجاز جتوئی صاحب۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: **جناب چیئرمین ہم سید اقبال حیدر صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اس اہم موضوع پر بحث مباحثے کے لئے یہاں قرارداد لائی کیوں کہ میرے خیال میں چوہدری صاحب کہیں گے کہ یہ صوبائی معاملہ ہے اور صوبائی خود مختاری میں دخل ہو جائے گا۔ آج ہم یہاں باتیں کرنا چاہتے ہیں کہ سندھ میں جو خراب** حالات ہیں جس طرح سے political victimization کر کے لوگوں کو جیل میں بھیجا جانا ہے اور جس طرح کی وہاں treatment کی جاتی ہے ہمارے ہاں تو ظلم یہ ہے کہ ابھی تک پچھلے کئی سالوں سے لوگ اندر پڑے ہوئے ہیں، ڈاکٹر اندر پڑے ہوئے ہیں طلبا اندر پڑے ہوئے ہیں، کئی political figures اندر پڑی ہوئی ہیں، ابھی تک ان کے اوپر کوئی کیس نہیں چلایا گیا۔ میں کئی مثالیں دے سکتا ہوں پچھلے چار پانچ سال سے ڈاکٹر قادر مگسی اندر پڑا ہوا ہے۔ اسی طرح سے کئی اور لوگ اندر پڑے ہوئے ہیں جن پر صرف charges ہیں کہ انہوں نے یہ crime commit کیا ہے، حالانکہ ابھی تک نہ کسی court سے prove ہوا ہے نہ کسی جگہ سے وہ convict ہو کر آئے ہیں کہ جی واقعی انہوں نے یہ گناہ کیا۔ ان قیدیوں کی حالت یہ ہے دو مرتبہ میں نے جیل میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ایک مرتبہ جیل میں میں خود تھا۔ ۱۹۷۹ء میں اکتوبر میں جب جنرل ضیاء الحق صاحب نے الیکشن ملتوی کئے، مجھے اور میرے والد صاحب اور میرے بھائی کو مہربانی کر کے حیدرآباد سنٹرل جیل میں ڈالا گیا جیل کے اندر صورتحال یہ تھی کہ کھانا کیا، کھانا مانا کچھ نہیں تھا جناب چیئرمین میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہاں پر دال بھی ایسی ہوتی تھی کہ اس میں سوائے پانی کے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا اور عجیب اس کا ذائقہ ہے روٹی آپ ربڑ کی طرح کھینچ کر اس کو نکالیں تو بھی آپ سے نہیں ٹوٹے گی اب راتوں کو بند وارڈز سے وہاں چکر ہوتے

تھے سفید چکر، کالا چکر کس مینیوئل manual کے تحت، انگریز نے جو ہمیں مینیوئل manual دیئے ہیں کالا چکر، سفید چکر اس سے عجیب عجیب آوازیں آتی تھیں۔ اتنا تشدد ہوتا تھا قیدیوں کے اوپر ہمارے جیلوں میں فائرنگ ہوئی۔ حیدر آباد سنٹرل جیل میں فائرنگ ہوئی۔ قیدی کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہوئے کوئی انوسٹیگیشن investigation نہیں ہوئی۔ فائرنگ کیوں ہوئی، ایک آدمی جو جیل کے اندر پڑا ہوا ہے اس کے اوپر آپ تشدد کرتے ہیں۔ کسی بھی طرح سے اس کے آئینی حقوق بنتے ہیں as a citizen of this countryاس کو آپ کس طرح سے بغیر کسی سزا کا تعین کئے ہوئے بغیر conviction کے آپ اس کو یعنی اس کے ساتھ اتنی زیادتی کر سکتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ جیل میں ہم نے جو حشر دیکھا ہے، خاص کر کے سیاسی قیدیوں پر کہ وہاں پر ان کے ساتھ inhuman treatment کیا جاتا ہے میں جناب وزیر صاحب کو عرض کرتا ہوں، حکمران جماعت کو عرض کرتا ہوں کہ کل جو حکمران تھے وہ آج جیلوں میں ہیں جو آج حکمران ہیں آپ کی باری بھی آئے گی آپ بھی کل جیلوں میں ہوں گے جس طرح سے پہلے یہاں پر ایک ریزولیوشن لایا کہ خدارا members of parliament کو جو ex-members of parliament ہیں ان کوallow کریں کہ VIP lounges میں وہ سفر کر سکیں VIP lounges کے through، تو یہاں پر ایک وزیر صاحب تھے انہوں نے مخالفت کی ہم نے کہا جناب آپ پھر کل ایک وزیر بنیں گے ایک ممبر بنیں گے یہاں پالیمنٹ کا وہ تو نہیں ہے کہ وہ اپنی زندگی complete کر سکے اس لئے خدارا یہ کر لیں۔ کل آپ ہی کو کام آئیگا اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جیل مینیوئل Jail Manual میں آپ ترمیم کر لیں آپ کچھ کر لیں کل آپ بھی انشاء اللہ جیلوں میں ہونگے اور ہم لوگ آپ سے ملاقاتیں کرتے رہیں گے اور یہی ممبر آف پارلیمنٹ member of parliamentدیں گے تو میں یہ اپیل کرتا ہوں اس وقت پولیٹکل prisoners کے ساتھ وہاں جو سٹینڈرڈ standard رکھا گیا ہے وہاں جیلوں کے اندر جو ٹریٹ منٹ treatment دی جاتی ہے وہ بہت زیادتی ہے۔ مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے۔ ایک وقت میں کافی وزیر تھے جو ایک پریس

کلب میں invited تھے تو سب نے اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ departments کے لئے کہا کہ میں تعلیم عام کردونگا کسی نے کہا کہ میں ترقیاتی کام بہت عام کرونگا یہ حال ہی کی آپ کے ملک کی بات ہے جب وزیر جیلخانہ جات کا ٹائم آیا تو اس نے کہا کہ اس ملک میں اتنے جیل بناؤنگا کہ پورا ملک جیلخانہ جات بن جائیگا جال بچھا دونگا۔ جناب چیئرمین میں صرف یہ عرض کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں عرض کر رہا ہوں، خدارا اس موضوع پر سنجیدگی کے ساتھ ممبر آف پارلیمنٹ کو allow کریں نہ صرف جیل یعنی عجیب سسٹم system ہے کہ ہمارے ہاں مجسٹریٹ کے سامنے بیچارے قیدی کو بلایا جاتا ہے تو ہتھکڑی پہنائی ہوتی ہے تو مجسٹریٹ اس سے پولیس کے سامنے پوچھتا ہے۔ آپ کے اوپر پولیس نے تشدد تو نہیں کیا جبکہ پولیس انسپکٹر سائڈ side پر کھڑا ہوتا ہے اب وہ کیسے کہے گا یعنی ہمارے پاس ایک عجیب سسٹم ہے۔ اس سسٹم کو چینج کرنا ہے۔ آپ کم از کم اس وقت ایک جامع قسم کی پارلیمنٹری کمیٹی parliamentary committee بنائیں وہ جیل کے مینوئل Jail Manuals کی اچھی طرح سے چھان بین کرے اور سفارشات بھی بنائے کہ وہاں پر پولیٹیکل prisoners کو victimise نہ کیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی کمانڈر خلیل الرحمان صاحب۔

Mr. Khalil-ur-Rehman : Mr. Chairman, the way I look at this thing is totally on human right basis. I think it touches the very core and heart of human rights. The name of Pakistan is absolutely in mud, as far as the human rights are concerned. Internationally, I think we are graded at the moment of citizens freedom 6, political freedom 6 and we are generally shown as partially free یعنی جزوی آزاد Now the barometer of these foreign institutions who come here and adjudge you for your human right atrocities whatever you do here, are basically these things, particularly the jails and I think the situation in our jail is at the moment is absolutely atrocious. It is total state of pathos. Particularly of the women, I mean, every newspaper, every one week or second week you read, there is some incident written there. Also I don't think that enough attention is being given to the juvenile jails which are running in absolute state of chaos.

My only reason of saying that thing is a good idea because fear and power is the key in this country unless there is certain amount of fear and power exerted on people, nobody does anything and if the Parliamentarians are given this right to go and visit them in the jails, I think this will have a very significant effect and I think that the conditions in jail shall certainly improve. Also we are strengthening ourselves in the eyes of international agencies. We can turn around and say that we have allowed our politicians to go and visit these people in the jails and see the conditions of the jails so at least we are covering our side.

So. I actually whole-heartedly go along with it, apart from the fact what the Leader of the House said that its wording have to be changed. If the wordings have to be changed it has to be changed, I am sure it can be done. Thank you very much.

Mr. Presiding Officer : Thank you. Mr. Minister how long would you like to take on this ?

Ch. Shujat Hussain : Two or three minutes, Sir.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں نے یہ صرف کہنا ہے اور آپ سے یہ گزارش کرنی ہے کہ سوا ایک بجے سے پہلے اہم اسے ختم کر دیں تو بہتر ہے۔ ڈاکٹر ریحان صاحب میری بات تو سن لیں آپ تشریف رکھیں۔ We have about twenty two minutes to wind it up, اس حساب سے آپ ذرا تھوڑا سا اختصار سے کام لیں۔ we can wind it up before we adjourn for today. مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین ! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے موقع دیا کہ اقبال حیدر صاحب کے resolution پر میں اپنی معروضات پیش کروں۔ جناب چیئرمین، یہاں ہمارے ساتھیوں نے، دوستوں نے جو حقائق پیش کیے ہیں قیدیوں کے بارے میں اور تھانوں کے بارے میں قیدی کس طرح رکھے جاتے ہیں ان سے جبر سے confession لینے کے حوالے سے اور بعد میں جیلوں میں ملزم یا مجرم کی زندگی کی مشکلات پر جناب والا! میں مکمل متفق ہوں۔ جیلوں میں بالکل ناقابل بیان مظالم ہوتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ خواہ ان کی عام رہائش کے حوالے سے ہو ان کے ٹارچر کے

حوالے سے ہو، ان کے کھانے کی حوالے سے ہو، ان کی صحت کے حوالے سے ہو ان کے ساتھ ان کے عزیز و اقارب کے حوالے سے ہو، رشوت کے حوالے سے ہو، ہر پہلو سے ان کی زندگی انتہائی مشکل ہوتی ہے، انتہائی ناقابل بیان ہے تو یہ انسانی حقوق کے حوالے سے بھی ہمارے آئین کے حوالے سے بھی قانون کے حوالے سے بھی ہر نقطہ نظر سے جناب والا! یہ قابل مذمت عمل ہوتا ہے وہ انتہائی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اخبارات بھی اور جنرلی ہم اپنی محفلوں میں بھی اس سے متفق ہیں لیکن اس کے لئے کم از کم علاج جو ہمارے دوستوں نے پیش کیا ایک تو یہ ہے کہ واقعی پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی بنائی جائے ان کے manual میں checking ہو ان کے لیے دیگر ایسے انسانی طریقے نکالے جائیں، ان پر ظلم جبر اور تشدد نہ ہو۔ جناب والا! میرے خیال میں یہ جو قرار داد ہے یہ ایک کم از کم راستہ ہے کم از کم طریقہ ہے کہ ہم ان کی مشکلات کو کم کر سکتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے ممبر جب وہاں جائینگے اور ان کی مشکلات کے بارے میں پوچھ گچھ کریں گے تو وہ جو authorities ہیں، ان کی accountability ہو گی وہ جوابدہ ہوں گے اس لئے وہ اپنے کام میں، رشوت میں، تشدد میں، ظلم میں ہر طریقے سے اس میں کچھ کمی آجائے گی۔ یہ اصل مسئلے کا مکمل حل نہیں ہے البتہ ایک ابتداء ہے تو اس حوالے میں اس قرار داد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور جس حد تک اس کے الفاظ ہیں یا provinces کی recommendation کا ہے، اس کی میں تائید کرتا ہوں۔ اس میں یہ ترمیم ہو اور پارلیمنٹ کے نمائندوں کو یہ privilege ہو ان کو یہ موقع ہو۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب اقبال حیدر صاحب نے بہت اہم قومی مسئلے کی طرف ہماری توجہ دلائی ہے اور میں یہ کہوں گا کہ جس طرح انگریزی میں ایک محاورہ ہے۔ only the wearer knows where the shoe pinches. جو جوتا پہنتا ہے وہ کدھر hurt کرتا ہے۔ یہ تو جناب محمد علی خان صاحب نے بتائی دوسروں نے بتائی۔ میں عرض کروں گا کہ بھٹو صاحب مرحوم کی مہربانیوں سے تلاشیاں تو کئی بار ہوئی ہیں، پولیس کے

raids جو ہوئے ہیں اور اس کے حوالات میں بھی انہوں نے تو صرف جیل کا کہا ہے میں حوالات کی طرف بھی آؤنگا۔ حوالاتوں میں بھی ڈالا گیا ہوں اور جناب جب ۱۹۷۷ء میں قومی اتحاد اور پیپلز پارٹی کے درمیان الیکشن تھا تو اتفاق سے قومی اتحاد نے مجھے ایک حلقے میں صوبائی اسمبلی کا ممبر کھڑا کیا تھا لوگ بڑے آتے تھے کہ خوش ہو اور مبارکباد ہو، انشاءاللہ بڑا جلد الیکشن ہونے والا ہے، اور یہ ہے، اتنے میں بائیکاٹ ہو گیا قومی اسمبلی سے اس طرح ہو گیا ہے تو صوبائی اسمبلی میں قومی اتحاد بائیکاٹ کریگا اب ہم نے بھی کہا چلو آرام مل گیا اب رات کو دو ٹرک پولیس جیسے پتہ نہیں، انہوں نے دنیا کا کونسا terrorist پکڑنا تھا، مکان کے گرد انہوں نے گھیرا ڈال دیا۔ اتفاق سے میں اس رات وہاں پر موجود نہیں تھا۔ دوسرے دن جب مجھے معلوم ہوا تو میں خود تھانے میں چلا گیا میں نے کہا کہ بتائیں کیا بات ہوئی ہے، آپ نے کیوں اتنی تکلیف کی اس نے یک دم پکڑ کر کہتا ہے کہ آؤ ادھر، اس کو اندر ڈالو۔ وہاں پر میں نے کہا کہ بتائیں کہ کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا، کہتا ہے تم آرام سے ادھر بیٹھ جاؤ تم نے کچھ نہیں پوچھنا۔ چلو۔ ایس ایچ او شریف آدمی تھا بعد میں آیا اور اس نے کھانے وغیرہ کا بندوبست کیا لیکن آپ اندازہ کریں کہ حوالات کے کمرے سے اتنی گندگی اور بدبو آرہی تھی اور بالکل ناگفتہ بہ تھی۔ میرے خیال میں کسی نے کسی کو torture cell میں مروانا ہو تو اس کو وہاں پر بند کرے اور میرے خیال میں جلدی اس کا سانس نکل جائیگا۔

جناب شام کے وقت ایک انسپکٹر جیپ لیکر آیا۔ کہتا ہے کہ جائیں۔ نکل آؤ۔ بیٹھ گیا۔ میں نے کہا کہاں جائیں بس جاؤ سیدھے جاؤ۔ سیدھا سنٹرل جیل پشاور لے گیا دروازہ کھولو ہم ایک اور کو لے آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ ذرا مجھے دکھائیں کونسے دفعات ہیں کہتا ہے کہ یہ بات بعد میں کرونگا اور حقیقت یہ ہے کہ تیسرے وہ آگیا۔ ۴۶۸، ۵۷۳، ۳۹۰، پتہ نہیں کتنے وہ ایک لمبی لسٹ بنی ہوئی تھی جس میں یہ تھا کہ اس نے پولیس کے اوپر فائرنگ کی ہے۔ بہر کیف وہاں پر ایک آرڈر آگیا کہ ان کو بی کلاس ملے گی۔ بی کلاس کیا تھا۔ بارک کے اندر جس میں اتنی زیادہ چیونٹیاں اور دنیا بھر کے

کھٹمل اور کمبل۔ وہاں پر میں نے ایک مہینہ اور ۲۵ دن گزارے ہیں وہ بی کلاس تھی۔وہاں پر جو ہوا میں اس پر نہیں آوں گا کہ وہاں خوراک کیسی ہے، میں اس پر بات نہیں کروں گا اور وقت ضائع نہیں کروں گا۔ تو جناب یہ تو اس وقت کی بات ہے۔

اب اس کے بعد دوسرا مرحلہ اسلامی مارشل لاء کا آیا تو اس کی برکت سے بھی سات آٹھ مہینے ہری پور جیل میں رہے۔ جب میں اس سلسلے میں پہلے دن پکڑا گیا تو اس کے بعد مجھے ایک حوالات میں ڈال دیا گیا، گور گٹھری پشاور کی حوالات میں کہ جی تم ادھر آجاؤ، ایس ایچ او بڑی شفقت سے ہمیں پکڑ کر یہاں لایا اور اس کے ساتھ وہ ایک پروانہ بھی لایا جس میں ڈپٹی کمشنر پشاور کے internal detention order تھے، جس کے تحت مجھے ہری پور جیل میں جانا تھا۔ میں نے کہا کہ چلو، ہری پور جیل میں۔ وہاں میں پڑا رہا، وہاں مجھے ایک دن گزر گیا، میں نے پوچھا کہ بھائی آپ مجھے کب لے جا رہے ہیں، کہتے ہیں کہ پولیس کی نفری نہیں ہے۔ کیوں نہیں۔ جی۔ بلدیاتی انتخابات ہو رہے ہیں۔ دوسرا دن بھی اسی طرح گزر گیا نہ کوئی روٹی کا انتظام تھا۔ وہاں سے میرے ایک دوست کا گھر نزدیک تھا، میں نے ایک پولیس والے سے درخواست کی کہ جاؤ، میرے دوست کے گھر میں اطلاع دے دو بہرحال اسی طرح جب ٹائلٹ کی ضرورت پڑتی تھی تو اس کا بھی انتظام ایسے ہی کیا جاتا تھا کیونکہ آس پاس کے جو لوگ تھے اور صفائی والے جو لوگ تھے وہ علاقہ کے لوگ تھے ان سے منتیں کر کے اس کا انتظام کیا جاتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر صاحب، اس طرح سے یہ قصہ ذرا لمبا ہو جائے گا۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جی میں عرض کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ نہ صرف جیل بلکہ پولیس کے لاک اپ بھی وزٹ ہونے چاہیں۔ تین چار دن بعد بغیر کسی وجہ کے۔ that was an illegal detention لیکن میں کیا کر سکتا تھا۔ اس کے بعد سات آٹھ مہینے گزار دیئے۔ خیر ایک بات کا فائدہ بھی مل گیا کہ میں بڑا chain smoker تھا لیکن میں نے

ہری پور جیل میں جو آخری سیگرٹ پیا وہ ۱۳ ستمبر ۱۹۸۳ کو پیا اس کے بعد خدا کا شکر ہے کہ میں نے کوئی سیگرٹ نہیں پیا۔ will power جو ہے وہ آدمی کی وہاں develop ہو جاتی ہے۔ اور آدمی declass بھی ہو جاتا ہے کیونکہ آپ فرش پر پڑے رہتے ہیں اور جو آدمی کو class consciousness ہوتی ہے، وہ اس میں بالکل نارمل ہو جاتا ہے۔

تو جناب میں اب اس طرف آتا ہوں کہ جب ہم جیل میں ہوتے ہیں تو جیل والے کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ ادھر ہوتے ہیں تو باتیں کرتے ہیں کہ جی، یہاں یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے اور جب آپ چلے جاتے ہیں تو پھر بھول جاتے ہیں۔ لیکن آپ میری بات مانیں کہ میں نے جیل کے وزٹ شروع کئے ہیں اپنے طور پر، میں یہ بات اقبال حیدر صاحب کے نوٹس میں لے آؤں ۲۹ جنوری کو میں نے پشاور کی جیل کا visit کیا۔ میں نے وہاں پر جو دیکھا وہ یہ ہے کہ وہ جیل ۱۱۰ سال پرانی ہے۔ میں حیران ہوں کہ اگر خدانخواستہ زلزلہ آ گیا تو اس میں جو لوگ ہیں وہ تو زندہ در گور ہو جائیں گے۔

<u>ایک معزز رکن</u> : یہ اب شفٹ ہو رہی ہے۔

<u>ڈاکٹر محمد ریحان:</u> پتہ نہیں کہ کس سال یہ شفٹ ہو گا یہ کیا اکیس صدی میں شفٹ ہو گا یا بائیسویں صدی میں شفٹ ہو گا۔ بہر حال میں نے وہاں پر خواتین کی جیل کا حصہ دیکھا وہاں تلہ گنگ کی ایک عورت تھی جس کے ساتھ ایک چھوٹا بچہ تھا جو کہ پانچ چھ مہینے کا تھا، وہ ادھر سڑ رہی ہے۔ ایک عورت جو پشاور کی رہنے والی ہے وہ ہری پور جیل میں تھی۔ میں نے یہ وزٹ اپنے طور کی کیونکہ میں نے انہیں کہا تھا کہ I am a public representative میں نے ان کو اس سلسلے میں خط لکھا تھا۔ جسے انہوں نے قبول کیا اس کی وجہ شاید جیل کا سپرنٹینڈنٹ شریف آدمی تھا یا صوبہ کے جیل کے وزیر کی کوئی ایسی ہدایات تھیں کہ جو نمائندہ جیل کا معائنہ کرنا چاہے اسے کرنا دیا جائے۔ تاہم میں دیئے گئے وقت پر جیل پہنچ گیا تھا اور مجھے جیل کے حکام نے پوری پوری facilities دیں۔ اس کے لئے انہوں نے جیل کو بھی بڑا صاف رکھا ہوا تھا۔ میں وہاں خواتین کی جیل میں چلا گیا جہاں انہوں نے مجھے درخواستیں دیں۔ وہاں ایک عورت چکوال کی رہنے والی تھی جس

کے ساتھ بچہ تھا، اس نے مجھے درخواست دی اس درخواست کو میں نے اپنی سفارشات کے ساتھ وزیر اعظم کے پاس بھیج دیا تھا اور میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس پر ایکشن لیا۔ میں نے کہا تھا کہ آپ تکہ گنگ والی عورت کو اٹک جیل میں ٹرانسفر کریں اسے وہاں ملاقات میں آسانی ہوتی ہے۔

جناب والا! اس کے بعد ۱۰ فروری کو میں نے ہری پور سنٹرل جیل کو وزٹ کیا۔ میں نے وہاں پر لوگوں کو دیکھا کہ پانچ پانچ چھ چھ سال سے ان کے کیسز pending پڑے ہوئے ہیں ان کے فیصلے ہی نہیں ہوتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer : You see, you are discussing the whole system that is beyond the scope of this resolution یہ بات کچھ لمبی ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب والا! میں آخری بات عرض کرتا ہوں جس سے آپ کو بھی دلچسپی ہو گی اور مجھے بھی ہے، کہ پشاور جیل میں آٹھ ہزار کی نفری ہے ہری پور جیل میں تقریباً چودہ پندرہ سو کی نفری ہے۔ ان کے لئے کسی قسم کی ایمبولینس کی سہولت نہیں ہے۔ خدا نخواستہ اگر کسی کو رات میں heart attack ہو جائے، appendicitis ہو جائے اور کسی اور قسم کی مہلک بیماری کا attack ہو جائے، تو ان کو ٹرانسپورٹ کرنے کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے۔ میں نے اس سلسلے میں سپرنٹنڈنٹ جیل سے پوچھا کہ ایسی صورت میں آپ کیا کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم ہسپتال میں ٹیلی فون کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیسے وہ۔ انتظام کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں کہا کہ یہ ان کی صوابدید پر ہے وہ ٹرانسپورٹ دیں یا نہ دیں۔ انہوں نے بتایا کہ بعض دفعہ ٹرانسپورٹ مل بھی جائے تو پولیس اسکواڈ نہیں ہوتی ہے۔ میں نے یہ تمام چیزیں نوٹ کی ہیں۔ صوبہ سرحد میں تو میں جیل حکام کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے جیل کی وزٹ کی اجازت دی ہے وہاں میں جاتا ہوں اور جاتا بھی رہوں گا میں نے وہاں بطور پبلک ریپریزنٹیو جو تکالیف

اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں ان کی اصلاح کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ کوئی صوبائی مسئلہ نہیں ہے بلکہ قومی مسئلہ ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ اسی پنجاب کی جیلوں کی وزٹ کی بھی سہولت ہو۔ بہر حال ہم تو جیلوں کے معائنہ کے لئے جاتے رہیں گے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس وقت بہت زیادہ ہے۔ یا آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ تاہم ہم جیلوں میں جاتے رہیں گے۔

ایمبولینس کی فراہم کے سلسلے میں میں جلد ہی یونیسف والوں کے ساتھ یا جاپان کی ایمبیسی سے request کروں گا کہ وہ کم از کم ایک ایک ایمبولینس جو پشاور میں سنٹرل جیلز ہیں، ان کو مہیا کریں۔

آخر میں، میں کہتا ہوں کہ میں whole heartedly اس ریزولیوشن کی سپورٹ کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہوں کہ ایک قومی کمشن قائم کیا جائے تا کہ جیلوں کے بارے میں مزید اقدامات کئے جاسکیں۔ شکریہ۔

جناب پیریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ، یحییٰ بختیار صاحب، آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

Mr. Yahya Bakhtiar : I have moved a resolution of disapproval about the Ordinance *Qasas* and *diat* long time age. I was misled by the Secretariat that this is the Private resolution, therefore, it can not be taken on the ordinary working days of the government business and later they told me, no, this is the government business and can not be taken on private days, so that is now we go on. Now this is the last item on the list and it is very important in the sense, Sir, that *Qaias* and *Diat* Ordinance in thid form is the grosser violation of human right and I want to draw your attention that it is very important because after four months, it lapses but for two months it will still be inforce. If somehow it could be accommodated either today or after the lunch, I mean after the prayer. Tomorrow there is a debate then I think it can not be takenup. I will be very grateful if it is tapen up today as it is very much in the public interest.

Mr. Presiding Officer : But that is upto the House if they want to come back after prayers, I have no objection.

Mr. Yahya Bakhtiar : I will be very grateful.

چوہدری امیر حسین: آج تو پرائیویٹ ممبر ڈے ہے آج تو یہ لیا ہی نہیں جاسکتا۔

جناب یحییٰ بختیار: مجھے تو یہی کہہ رہے تھے کہ پرائیویٹ ممبر پر بھی لیا جاسکتا ہے۔

چوہدری امیر حسین: ایسے نہیں ہو سکتا ہے۔ How have you been misled?

Mr. Presiding Officer : But it is on the agenda today.

چوہدری امیر حسین: لیکن یہ آج کے دن آ نہیں سکتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سوال یہ ہے کہ it is on the agenda, how can you say کہ یہ آ نہیں سکتا۔

چوہدری امیر حسین: جو معاملہ آرڈر آف دی ڈے پر آتا ہے وہ سیکر ٹریٹ نے رکھنا ہوتا ہے، پرائیویٹ ممبر ڈے والے دن پارلیمانی آفیسرز کی طرف سے ایجنڈا نہیں دیا جاتا لیکن اگر دفتر کی طرف سے کوئی غلط بات رکھ دی جائے تو objection تو کیا جاسکتا ہے کہ یہ نہیں آسکتا۔

Mr. Yahya Bakhtiar : Sir, I have moved it. I wanted it and the Government says, no, this is your private thing and when I say, I say private, they say, no, it is the Government Business. They below hot and cold.

Mr. Presiding Officer : In view of what you heard Mr. Yahya Bakhtiar.

یہ کہتے ہیں کہ آج آ ہی نہیں سکتا۔

جناب یحییٰ بختیار: کیوں نہیں آسکا یہ تو وہی ملاوالا پل صراط ہے کہ آپ جنت میں جا ہی نہیں سکتے۔

(قہقہے)

چوہدری امیر حسین: آپ خود مانتے ہیں کہ نہیں آسکتا۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں آسکتا ہے۔ میں نے کہا ہے کہ آسکتا ہے، آپ رولز suspend کریں۔

چوہدری امیر حسین: رولز suspend نہیں کریں گے۔

جناب یحییٰ بختیار: سسپنڈ کئے بغیر بھی آسکتا ہے۔

چوہدری امیر حسین: جی رولز سسپنڈ نہیں کریں گے۔

Mr. Presiding Officer : This is after suspending the resolution under rule 132(2) rules انہوں نے جو رکھا ہوا ہے

جناب یحییٰ بختیار: میرے خیال میں اس کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ یہ میرا بل ہے، یہ میرا ریزولیوشن ہے۔

It is a private resolution, it may be pertaining to the Government Ordinance.

Mr. Presiding Officer : I think this is not contested if the honourable Minister is agreable then we should allow him to move it.

جناب یحییٰ بختیار: میں چاہتا ہوں کہ یہ آجائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرا خیال ہے کہ پہلے اسے ختم کرلیں یہ نہ ہو کہ جو مسئلہ زیر بحث ہے یہ بھی ادھورا رہ جائے۔ اور یہ بھی رہ جائے۔

چوہدری امیر حسین: یہ تو ختم کرلیتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے، آپ تشریف رکھیں میر صاحب آپ ذرا جلدی کریں۔

میر عبدالجبار: جناب چیئرمین ! بہت بہت شکریہ۔ جناب جو ریزولوشن ہمارے محترم رکن سید اقبال حیدر صاحب نے move کیا ہے اور اس پر جو بصیرت افروز تقریر ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس نے فرمائی اور باقی حضرات نے جو کچھ ارشاد فرمایا اور آپ نے بھی اس پر بہت درست فرمایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد آج وقت کی ضرورت ہے۔ اور ہمیں اس پر توجہ دینی چاہئے۔ اور جو ترمیم اپنے محمد علی خان صاحب

لائے ہیں اسکو بھی دیکھا جائے اور یہ یقیناً ہم پارلیمنٹرین کا حق ہونا چاہئے اور حق ہے کہ ہم جیلوں کا visit کریں اور ان اشخاص، مجرموں کو جا کر دیکھیں جن پر کہ یہ اذیت ناک چیزیں گزر رہی ہیں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ جی جناب محترم وزیر داخلہ صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب چیئرمین! جب یہ قرارداد پیش ہوئی تھی تو اس وقت بھی میں نے کہا تھا کہ اس پر مجھے اعتراض نہیں اس کی language ذرا تبدیل کرنی تھی۔ سب کو سننے کے بعد ہم سب کے اور اقبال حیدر صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اس کی نشاندہی کی......

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: صرف اپوزیشن نے نہیں کی ہم نے بھی کی ہے۔

چوہدری شجاعت حسین: لیڈر آف دی ہاوس نے بھی اور آپ نے بھی جناب والا! جب as a senator بیٹھے ہوئے تھے تو بڑے اچھے انداز میں خیالات کا اظہار فرمایا .....

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اب بھی ویسے بطور سنیٹر ہی بیٹھا ہوا ہوں۔

چوہدری شجاعت حسین: لیکن جناب والا! ایک چیز جو جتوئی صاحب نے کہی اس کا میں بعد میں ذکر کروں گا۔ لیکن جب یہ اس وقت کراچی جیل کا ذکر کیا تو مجھے بھی کراچی جیل کا ایک واقعہ یاد آگیا اور انہوں نے ایسے ذکر کیا کہ شاید جتوئی صاحب ہی جیلوں میں گئے ہیں اور کوئی نہیں گیا۔ تو مجھے وہ واقعہ یاد آگیا جب مجھے بھی جیل میں بھیجا گیا اور اس جیل کا جناب والا! عالم یہ تھا اس کمرے میں سردیوں کا موسم تھا تین ہم تھے ایک میں، میرے انکل اور چوہدری پرویز الٰہی تھے اور ایک چرسی وہاں پر لیٹا ہوا تھا اور کمبل بھی نہیں دیئے گئے اور اسکے اوپر کوئی دروازہ بھی نہیں تھا اور کوئی ٹائیلٹ نہیں تھا۔ تو اس لئے وہ مجھے یاد آیا جب اقبال حیدر صاحب نے کہا تو میں نے اسی وقت کراچی جیل والوں اور دوسرے حکام کو کہا اور وہ گواہ ہوں گے کہ اس کے بعد وہاں کے حالات بھی

ٹھیک ہو گئے اور strike بھی ختم ہو گئی اور حالات کو درست کرنے میں وہ مدد گار ثابت ہوئے.....

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چوہدری صاحب! وہ صوبائی حکومت کے ماتحت تھا یا آپ کے حکم انہوں نے مان لئے؟

چوہدری شجاعت حسین: نہیں جی وہ میں نے ذاتی طور پر کہہ کر درست کروائے تھے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مطلب یہ ہے کہ your writ is there in those days.

چوہدری شجاعت حسین: جی ہاں میں نے ان سے ذاتی طور پر request کی۔کہ اس طرح کی قیدیوں کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔ تو انہوں نے اس کے اوپر عمل کیاں تو جناب والا! جہاںتک ان کا تعلق ہے تو لیڈر آف دی ہاؤس اور اقبال حیدر صاحب نے مل کر اس کا ڈرافٹ کیا تھا میں یہ کہوں گا کہ ہاؤس اگر اسے accept کر لے تو بہتر رہے گا۔

Mr. Presiding Officer : Iqbal Haider Sahib can you read this re-drafted resolution?

سید اقبال حیدر: آپ ہی پڑھ دیں جی۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلیں چوہدری صاحب آپ ہی پڑھ دیں۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! اس میں یہ لکھا ہوا تھا

"This House recommends to the provincial governments that members of the Parliament be extended proper facilities to visit prisons in their respective provinces to see the conditions of the prisons."

Mr. Presiding Officer : To see the prevailing conditions

in the jails and lockups etc.

پولیس لاک اپ بھی آپ اس میں لکھ لیں۔

چوہدری شجاعت حسین: اگر آپ اس میں add کروانا چاہتے ہیں۔ تو ٹھیک ہے

جناب۔ نہیں جی ہر ایک سنیٹر جو ہے اپنے اپنے صوبے میں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مطلب ہے پھر Senators belong to the province of the Punjab we can go and visit the jails in the Punjab.

اس کا مطلب یہ ہے۔

چوہدری شجاعت حسین: جی ہاں جی۔

ڈاکٹر محمد ریحان: قومی یکجہتی کے تحت ہم سب کو تمام جیلوں کی visit کرنا چاہیئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں جی قومی یکجہتی اس میں اتنا معاملہ نہیں ہے۔

You want to just oversee what is the condition in the jails.

اچھا جی اس کے علاوہ ایک دو تجاویز آئی تھیں۔

Somebody suggested that the Jail Manual needs to be revised and a Committee should be set up.

This Ministry of Interior comes under which Standing Committee? (Standing Committee on Interior)

سید اقبال حیدر: میں منسٹر صاحب کو یاد دلادوں کہ آپ کی منسٹری نے ایک کمیٹی خصوصی طور پر بنائی ہوئی تھی جیل مینوّل کو revise کرنے کے لیے، اتفاق سے جب ہماری حکومت ختم ہوئی وہ کمیٹی تو ختم نہیں ہوئی ہے لیکن اگر آپ کی منسٹری اسی کام کو جاری رکھے، کیونکہ اس میں کافی پیش رفت ہو چکی تھی وقت بچ جائیگا، اور جو پہلے کام ہوا ہوا ہے آپ کی منسٹری کے تحت Jail manual کی revision اس کام کو مد نظر رکھ کر نئی کمیٹی تشکیل دے دیں.......

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں میرا خیال ہے We have a Standing

Committee of the House which deals with the affairs of the Ministry of Interior. وہی سٹینڈنگ کمیٹی اس مینئول کو بھی دیکھ لے۔ اور جو سفارشات ہیں وہ revise کر کے آپ کو دے دیں۔

چوہدری شجاعت حسین: ٹھیک ہے جی جو کچھ اب وزارت داخلہ نے کیا ہے وہ اس سٹینڈنگ کمیٹی کے سامنے ہم پیش کر دیں گے جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ ملک فرید اللہ خان کی سربراہی میں ہے یہ کمیٹی۔

So, I think this Committee should be adequate and if anybody else who wants to come on to this Committee he can offer himself for that.

سید اقبال حیدر: جی ہاں ضرور اس میں آنا چاہتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہاں اس میں اقبال حیدر صاحب اور جتوئی صاحب کو شامل کر لیں اور ڈاکٹر ریحان کو بھی شامل کر لیں۔

(قطع کلامی)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میرا نام بھی شامل کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر دیکھئے آذان ہونے والی ہے۔

Let me put this resolution to the House. Syed Iqbal Haider has moved the following resolution :

> "This House recommends to the Provincial Governments that members of the Parliament be extended proper facilities to visit prisons in their respective provinces to see the conditions prevailing in the jails, police lockups, etc."

سید اقبال حیدر: Prisons کے ساتھ ہی Police lockups کر دیں۔

Mr. Presiding Officer : Visit prisons and police lockups.

(Pause)

Mr. Presiding Officer : Yes please Chaudhry Sahib.

Ch. Amir Hussain : Mr. Chairman, Sir, it is a joint move from the Leader of the House and Syed Iqbal Haider. It is a joint move.

Mr. Presiding Officer : The Leader of the House is not here but.....

چوہدری امیر حسین: یہ ہے تو joint مگر move تو ایک ہی کر سکتا ہے۔ کوئی ایک

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں ہم یہ کیوں نہ کہیں کہ یہ منسٹر صاحب نے move کیا ہے؟

چوہدری امیر حسین: وزیر داخلہ نے move کیا ہے جی ہاں۔

Mr. Presiding Officer : The Minister for Interior has substituted this resolution instead of the resolution of Syed Iqbal Haider.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer : The resolution is adopted unanimously.

جناب یحییٰ بختیار: جناب میرا بل تھا اس پر کچھ ہونا تھا.......

چوہدری امیر حسین: جناب نہ کوئی ایمر جنسی ہے نہ رول معطل کرنے کی ضرورت ہے وہ بل سامنے آئیگا تو اس وقت دیکھا جائے گا۔ ماہ رمضان ہے بعد میں کون آئے گا اگر یہ mislead ہوئے ہیں تو ہم کو سزا اس کی تو نہیں ملنی چاہیئے ناں جی یہ mislead نہ ہوتے جی۔ اور انہوں نے خود لکھا ہے جی کہ رول معطل کئے جائیں گے جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یحییٰ بختیار صاحب اگر آپ کچھ دیر پہلے یہ معاملہ اٹھا لیتے تو We might have been able to hurry up the other affairs.

جناب یحییٰ بختیار: نہیں جی میں نے صبح آتے ہی آپ کو لکھ کر دیا ہے۔

Mr. Presiding officer : Now, I think we have no

choice. So, we adjourn to meet again tomorrow at 10 O' clock in the morning.

[The House then adjourned to meet again at 10 O' clock in the morning on Monday, the 16th March, 1992].

PCPPI—495(96) Senate—22-1-2000—150.